

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اسلامی تاریخیت  
توحید کی ترویج و اشاعت  
علمائے سلف کی خدمات عنہ تفصیلی تذکرہ



عقیدۂ توحید

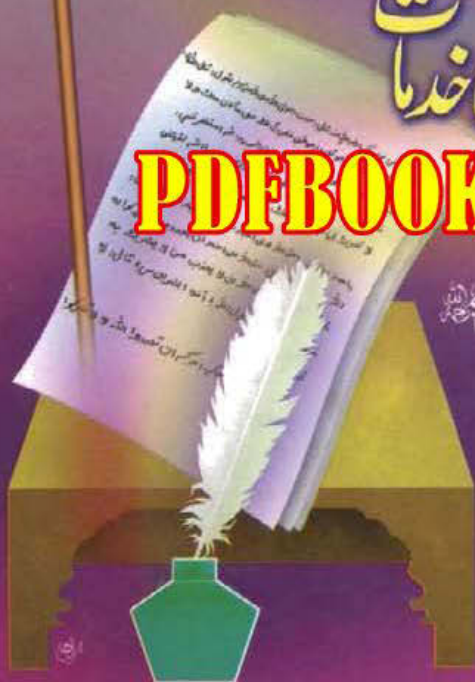
اور

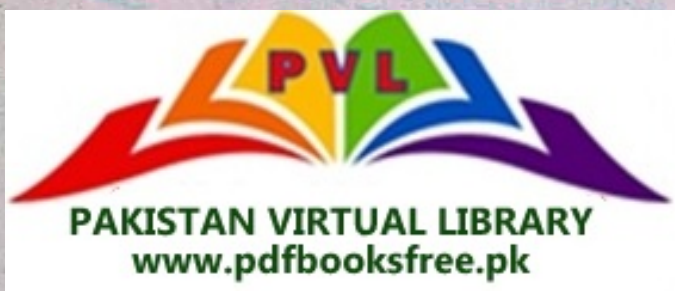
علمائے سلف کی خدمات

**PDFBOOKSFREE.PK**

تصنیف

شیخ الحدیث  
والعلماء  
السید ذبیح الدین شاہ اشرفی





سلسلہ مطبوعات - 20

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات  
مصنف: شیخ العرب والعجم علامہ السید بدیع الدین الراشدی  
اشاعت اول: مئی 2000ء بمطابق صفر 1421ھ  
تعداد: گیارہ صد (1100)  
مطبع: اُحد پریس لاہور فون: 7240024

ناشر

مکتبۃ الدعوة السلفیہ

مبین کالونی۔ نیاری۔ ضلع حیدرآباد۔ سندھ

ڈسٹری بیوٹر:

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

7 رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

فون: 7120054 فیکس: 7320703

50 لوئر مال (نزد ایم۔ اے۔ او کالج) لاہور

فون: 7240024-7232400 فیکس: 7354072

اسلامی تاریخ میں  
توحید کی ترویج و اشاعت کے  
علمائے سلف کی خدماتِ خند کا تفصیلی تذکرہ

# عقیدۂ توحید اور علمائے سلف کی خدمات

تصنیف

شیخ الحدیث  
السید ذبیح الدین شاہ اشذکری

مکتبۃ الدعوة السلفیۃ  
میں کاؤنی شیاری  
ضلع حیدرآباد سندھ



## فہرست

7	حنائے گفتنی از ناشر
10	تقدیم پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ
15	سخنہ چند از پروفیسر عبدالجبار شاہ حفظہ اللہ
17	تقریظ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ
24	پیش لفظ عبدالعزیز نھرو یو حفظہ اللہ
32	توحید کی اہمیت و عظمت
39	پہلی صدی ہجری
40	دوسری صدی ہجری
44	تیسری صدی ہجری
49	چوتھی صدی ہجری
52	پانچویں صدی ہجری
55	چھٹی صدی ہجری
56	ساتویں صدی ہجری
57	آٹھویں صدی ہجری
63	نویں صدی ہجری
64	دسویں صدی ہجری
65	گیارہویں صدی ہجری

66	بارھویں صدی ہجری
68	تیرھویں صدی ہجری
69	شیخ الاسلام کے پیدائش کے وقت نجد کے مذہبی حالات
70	کتاب التوحید کا تعارف اور علمی مرتبہ
74	کتاب التوحید کی شروح و حات
77	فتح الجید کا علمی مقام
79	حیات امام الدعوة
103	چودھویں صدی ہجری
106	سید احسان اللہ شاہ راشدی
107	مولانا ثناء اللہ امرتسری
108	نواب صدیق حسن صاحب
110	حافظ عبد اللہ روپڑی
111	مولانا محمد جونا گڑھی
111	علامہ محمد بشیر سہوانی
113	مولانا دین محمد وفائی
113	مولانا حاجی احمد ملاح
114	سلیمان بن سحمان النجدی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مخنائے گفتنی از ناشر

الحمد لله والتحيات والطيبات لله وحده، والصلاة والسلام على  
رسول الله خاتم النبيين الذي لا نبي بعده۔

عقیدہ توحید اسلام کی وہ اساس ہے جس کی تعلیم و ترویج کے لیے اللہ تعالیٰ نے کم  
و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے نوع انسان کو ان الفاظ  
میں اللہ تعالیٰ کے وحدانیت کی دعوت دی کہ:

﴿وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ (النساء ۴/۳۶)

”اور تم سب اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔“

یہ سلسلہ دعوت تائید جاری ہے اور نبی آخر الزمان ﷺ کے ورثاء نے اپنے  
اوپر عائد شدہ اس ذمہ داری کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کی۔ الہی توحید کے علم  
بردار علماء میں شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کا نام سرفہرست ہے آپ نے مشرکانہ  
عقائد و بدعات اور خرافات کے طوفان میں جس عزم صحیح اور مومنانہ عزیمت  
و مجاہدانہ پامردی کے ساتھ اصلاح تہذیب کا بیڑہ اٹھایا وہ سلسلہ دعوت و عزیمت کا ایک  
یگانہ روزگار شاہکار اور تاریخ احیائے اسلام کا درخشاں باب ہے۔ ان کی یہ امتیازی  
حیثیت ہر جگہ نمایاں ہے کہ انہوں نے خالصتاً اپنی دعوت کی عمارت کو کتاب و سنت کی  
بنیاد پر استوار کیا اور کہیں بھی اسلام کی سادہ اور بنیادی تعلیمات میں فلسفیانہ، صوفیانہ اور  
متکلمانہ کج فکریوں اور خیال آفرینوں کو در آنے کا موقع نہ دیا اور آپ نے عقیدہ توحید

عقیدہ توحید  
اور  
کتاب و سنت  
کی عمارت

پر ”کتاب التوحید“ لکھ کر کفر و شرک کے ایوانان میں زلزلہ برپا کر دیا جس سے شرک و بدعت کی خود ساختہ عمارتیں لرز براندم ہو کر زمین بوس ہو گئیں اور آئندہ کفر و شرک میں صف ماتم بچھ گئی۔ مذکورہ کتاب میں شیخ صاحب نے توحید کے باہر پہلو کی وضاحت کی اور شرک کے ہر پہلو کی قرآن و سنت کی روشنی میں تردید کی اس طرح ”کتاب التوحید“ کو پذیرائی حاصل ہوئی علماء خلف نے اس کی شروحات تحریر کیں اس سلسلے میں آپ کے پوتے شیخ عبدالرحمن بن حسن الشیخ کی لکھی گئی شرح ”فتح المجید“ سب سے زیادہ مشہور و اہم ہے۔ اس شرح کی افادیت کے پیش نظر مولانا عطاء اللہ ثاقب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اردو کے قالب میں ڈھالا اور سعودی بادشاہ شاہ فیصل مرحوم کے ذاتی خرچ پر لاکھوں کی تعداد میں تقسیم ہوئی اور شیخ العرب والعجم علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدی نے ۸۴ صفحات پر مشتمل فصیح و بلیغ مقدمہ تحریر فرمایا جس میں پہلی صدی ہجری سے لیکر رواں صدی تک علماء سلف کی توحیدی کاوشوں کی مکمل داستان ہے اس مقدمہ کی افادیت و ضرورت کے پیش نظر اس کو ”عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات“ کے نام سے کتابی شکل میں شائع کر رہے ہیں تاکہ اس پوشیدہ علمی خزانے سے ہر خاص و عام مستفید ہو کر عقائد کی درستگی کے ساتھ ساتھ راہ راست پر گامزن ہو سکے اور نبی آخر الزمان ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے۔

اس سلسلے میں محترم پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی امیر جمعیت اہل حدیث سندھ کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس کتاب پر علمی مقدمہ تحریر فرما کر احقر کی ہمت افزائی فرمائی ساتھ ساتھ برادر م عبد العزیز نہڑیو صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی ناگزیر ہے جنہوں نے بڑی جانفشانی اور احتیاط سے کتاب کی پروف ریڈنگ کی اور ساتھ ہی پیش لفظ کے طور پر علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدی کی توحید کے لئے کی گئی جدوجہد پر ایک علمی مقالہ لکھ کر کتاب میں اشاعت کیلئے عنایت فرمایا۔ علاوہ ازیں میں جماعت کے نامور اسکالر اور اسلامی نظریاتی کونسل کے

رکن و مدیر حافظ صلاح الدین یوسف کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب پر علمی تقریظ لکھ کر بندہ ناچیز کی ہمت افزائی فرمائی۔ اور پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب ڈائریکٹر بیت الحکمت کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر کتاب کے مواد پر نظر ثانی فرمائی۔ مفید مشوروں سے نوازا اور کتاب پر ایک بصیرت افروز تعارف رقم کیا۔

اس کے ساتھ دارالسلام کے رفقاء کار محترم علی حیدر صاحب کا بھی ممنون ہوں جن کی محنت شاقہ کی بدولت کتاب طباعت کے قابل ہوئی۔ خصوصاً برادر محترم حافظ عبدالعظیم کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی ذاتی دلچسپی اور توجہ سے کتاب حسن طباعت سے مزین ہو کر منظر عام پر آئی۔ ((جزاهم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرة))۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتاب کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلئے ذریعہ نجات بنائے اور ہم سب کو عقیدہ توحید کو اپنانے، قرآن و سنت پر عمل کرنے اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

مٹیاری

خادم العلم والعلماء

۱۸-۱ اپریل ۲۰۰۰ء

احقر العباد

عبدالرحمن میمن

مدیر: مکتبہ دعوة السلفیہ

میمن کالونی مٹیاری- ضلع حیدر آباد سندھ

عقیدہ توحید  
اور  
تعالیٰ و تعالیٰ  
کی خدمات

## تقدیم

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله وبعد!

زیر مطالعہ مختصر مگر انتہائی پر مغز اور جامع رسالہ استاذ العلماء، محدث دیار سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے آثار علمیہ میں سے ہے۔ جو محترم شاہ صاحب مرحوم نے ”کتاب التوحید“ کی شرح فتح الجبید کے ترجمہ بنام ”ہدایۃ المستفید“ پر بطور مقدمہ تحریر کیا تھا..... اس کتاب اور اس کے مقدمے کا موضوع نفیس توحید باری تعالیٰ ہے۔ یہ سب سے اہم اور مقدس موضوع ہے۔ کیونکہ توحید اصل دین ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی معروف حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے دین اسلام کے بڑے اہم قواعد بیان فرمائے اس میں ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

((هل ادلك على رأس هذا الأمر.....؟))

”کیا تمہیں اس دین کے سر کی راہنمائی کروں؟“

پھر فرمایا:

((رأس هذا الأمر الاسلام))

”اس دین کا سر اسلام ہے۔“

جبکہ اس حدیث میں ایک روایت ان الفاظ سے بھی وارد ہوئی ہے۔

((رأس هذا الأمر شهادة ان لا اله الا الله))

”اس امر کا سر (لا اله الا الله) کی گواہی ہے۔“

یہاں دو باتیں بڑی صراحت سے سامنے آرہی ہیں:

(۱) اسلام اور (لا الہ الا اللہ) کی گواہی ایک ہی چیز ہیں۔

(۲) لا الہ الا اللہ کی گواہی کو محمد رسول اللہ ﷺ نے راس دین یعنی دین کا سر یا اصل دین قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کرام نے اپنی دعوت کا آغاز عقیدہ توحید سے کیا۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا  
الطَّاغُوتَ﴾ (النحل ۱۶/۳۶)

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ (الانبیاء ۲۱/۲۵)

چنانچہ ہر نبی کی دعوت کا نقطہ آغاز عقیدہ توحید ہے جب لوگوں نے توحید کی دعوت کو مانا تو بات مسائل و احکام تک چلی اول دلیل صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن میں بطور معلم و داعی کے بھیجتے ہوئے دعوت کی ترتیب و مراحل سے آگاہ فرمایا۔

اور اگر لوگوں نے توحید کی دعوت قبول نہیں کی تو پوری زندگی بات اس نقطہ توحید میں موقوف و مرکوز رہی۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق روز قیامت، میدان محشر میں کچھ انبیاء بالکل تنہا کھڑے ہوں گے۔

توحید کی صحت درحقیقت عمل کی قبولیت کی بنیاد ہے بشرطیکہ عمل سنت کے مطابق ہو۔ جبکہ عمل یا عقیدے پر شرک کا تلوث، خول وہ سوئی کی نوک کے برابر کیوں نہ ہو، ہر نیکی کو برباد کر دیتا ہے۔ ریاکاری سب سے چھوٹا شرک ہے اور وہ اعمال کو تباہ کر دیتا ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ریاکار قارئ قرآن، ریاکار نخی، اور ریاکار شہید، عمل کی عظمت کے باوجود محض ریاکاری کی وجہ سے سب سے پہلے جہنم کا لقمہ بن کر اسی کی آگ کو بھڑکائیں گے

”اعاذنا اللہ من فتنۃ الریاء“

عقیدہ توحید  
اور  
طاعتِ اللہ  
کی دقت

جب سب سے چھوٹے شرک کی تباہ کاری و بربادی کا یہ عالم ہے تو باقی شرک تو اس سے بڑے ہیں ان کی موجودگی کتنی خطرناک ہوگی۔

((من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة.....))

”جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔“

شیخ محمد بن عبد الوہاب صاحب کی کتاب الموسوم بہ (کتاب التوحید) اصلاح عقیدہ کے تعلق سے روشنی کا ایک مینار ہے انہوں نے اس کتاب میں توحید خالص کو خوب نکھار کر قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین کر کے پیش کر دیا ہے جب کہ ”فتح المجید“ کے نام سے اس کی شرح نے اس کتاب کے محاسن کو مزید اجاگر کیا، اس کتاب کے اردو ترجمہ (ہدایۃ المستفید) از مولانا عطاء اللہ ثاقب صاحب پر محترم شاہ صاحب مرحوم نے یہ علمی مقدمہ تحریر فرمایا۔

اس عظیم مقدمے کو تین حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے، چنانچہ شروع میں شاہ صاحب نے عقیدہ توحید کی اہمیت، ضرورت اور فضیلت کے تعلق سے نفیس نکات تحریر فرمائے ہیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ شاہ صاحب نے مدلل گفتگو فرمائی ہے۔ کیونکہ کتاب و سنت سے استدلال تو ہمارے شیخ محترم کا طرہ امتیاز ہے، رحمہ اللہ رحمة واسعة۔

اس مقدمہ کا دوسرا حصہ بڑا اہم اور منفرد و ممتاز ہے۔ اس میں شیخ محترم نے ہر دور یا ہر صدی پر علماء و محدثین کی توحید کے تعلق سے قلمی و علمی کاوشوں کی ایک تفصیلی فہرست فراہم فرمائی ہے۔ یہ شاہ صاحب مرحوم کی غزرت علمی کا ٹھوس ثبوت ہے۔

اس تفصیلی فہرست سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سلف صالحین نے کس قدر توحید کا اہتمام فرمایا ہے اور واقعہ عقیدہ توحید مہتمم بالشان ہے، کیونکہ یہ اصل دین ہے، سارا دین توحید کی اساس پر ہے، تخلیق کائنات کا مقصد توحید

ہے، نظام کائنات توحید کی وجہ سے چل رہا ہے، اخروی کامیابیوں، کامرانیوں اور سعادتوں کی بنیاد توحید ہے۔ جب کہ اخروی ناکامیوں، نامرادیوں، شقاوتوں، نحوستوں اور ہلاکتوں کی وجہ عقیدہ توحید میں خلل، اضطراب یا انکار ہے۔

دین اسلام کے ہر عمل کی روح رواں توحید ہے۔ قرآن مجید کی ہر آیت توحید ہی سے مربوط و منسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عقیدے کا سچا صحیح فہم عطا فرمائے۔ اس مقدمہ کا تیسرا حصہ مؤلف کتاب التوحید، مجدد ملت، عظیم مجاہد شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ و اسکنہ فسیح جنانہ کی حیات طیبہ پر مشتمل ہے۔

اس مقدمہ کی افادیت کا تقاضہ یہی تھا کہ اسے الگ مستقل کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے، تاکہ اس کی اشاعت مزید وسیع ہو کر مزید لوگوں کی ہدایت، و اضافہ علم کا باعث بنے۔ یہ خدمت ہمارے بھائی مولانا عبد الرحمن میمن صاحب نے انجام دی ہے۔

مولانا عبد الرحمن میمن صاحب محنت، لگن اور شوق کے ساتھ شاہ صاحب کے مرحوم کے آثار علمیہ کی اشاعت پر منہمک ہیں ان کی یہ گراں قدر کوششیں گاہے بگاہے عظیم سرمایہ لوگوں تک پہنچا رہی ہے، فجزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء۔

اللہ تعالیٰ کتاب التوحید کے مؤلف، شارح، مترجم، اور مقدمہ کے مؤلف و ناشر کو اجر جزیل عطا فرمائے اور کتاب سے کثیر خلق کو نفع پہنچائے اسی طرح اسی مقدمے کی افادیت سے کما حقہ متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کتب کی تالیف سے اصل ہدف و مقصد افادہ خلق ہے اس کے ذریعے کسی ایک بندے کو صحیح عقیدے کی معرفت مل جائے تو ہمارا مقصود حقیقی حاصل ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اس گمراہیوں کی دلدل سے نکالے اور بھکتی دنیا کو توحید کے اجالے سے منور فرمادے، جو ایم ہم تک تو رسائی حاصل کر چکی ہے۔ مگر اپنے پروردگار کی معرفت سے ہنوز محروم ہے۔ رب ذوالجلال کی قسم یہ ایسی شان و شوکت عقیدہ توحید کے بغیر اکھ کا ڈھیر ہے، اپنے رب کی توحید

عقیدہ توحید  
اور  
تلاوت  
کی سنت

کو پہچان لو، اس کا صحیح اہتمام کر لو، اس نفیس زیور سے قلوب و اذہان و اعمال کو منہ بن  
و مرصع کر لو، وقت پڑنے پر وہ تمہاری لالٹھیوں میں ایسی طاقت پیدا فرمائے گا۔

وما ذالك على الله بعزیز

واصلی واسلم علی نبیہ محمد و علی آلہ وصحبہ و اهل طاعتہ اجمعین

کتبہ:

عبداللہ ناصر رحمانی

امیر جمعیت اہل حدیث سندھ



## سننے چند

دین و شریعت کا نقطہ آغاز ”توحید“ ہے۔ تمام اسرار دین اور رموز شریعت اسی ایک تصور کی تشریح و تفسیر ہیں۔ یہی باعث ہے کہ عقیدہ توحید کے ابلاغ و دعوت اور اشاعت کے لیے حق تعالیٰ جل شانہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل جیسی قدسی صفات شخصیات کو اس اہم ترین ذمہ داری پر مامور کیا۔ ایک بندہ مسلم کے اعمال خیر کا اثاثہ صرف اسی صورت میں معتبر اور لائق جزا ہے جب کہ ان میں توحید کی حقیقی روح اور اخلاص موجود ہو۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مفسرین، محدثین اور علمائے سلف نے اس تصور توحید کی اہمیت و وضاحت اور دعوت کے لیے زبردست علمی اور قلمی جہاد کیا ہے۔

اس موضوع پر گذشتہ چودہ صدیوں میں سینکڑوں علمی اور تحقیقی کتابیں منصفہ شہود پر آئی ہیں مگر ان میں جو مقبولیت اللہ تعالیٰ نے بارہویں صدی ہجری کے امام الدعوة محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی ”کتاب التوحید“ کو عطا کی وہ اس سلسلہ الذہب میں انفرادیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کی ایک جامع شرح ان کے نامور پوتے شیخ عبد الرحمن بن حسن نے ”فتح الحجید“ کے عنوان سے کی جس کا پہلا اردو ترجمہ مولانا عطاء اللہ ثاقب نے کیا جس پر ایک مبسوط مقدمہ السید بدیع الدین شاہ راشدی نے تحریر کیا ہے۔

پیش نظر کتاب ”عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات“ فتح الحجید کے مشہور و معروف مقدمہ کی الگ سے ایک اختصا صی اشاعت ہے۔ اس مقدمہ یا کتاب کے فاضل مؤلف بر صغیر کے ممتاز علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس راشدی خاندان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے سندھ کی سر زمین میں جہاں انوار توحید کی

شعاعیں سب سے پہلے برصغیر میں داخل ہوئیں، مسئلہ توحید کے اور اک اور دعوت کا مؤثر اور مستقل اسلوب اختیار کیا۔ اس کتاب کے فاضل مصنف عربی، اردو اور سندھی زبانوں میں ۱۶۰ کتب کے مصنف ہیں۔ مگر اس ار مغان علمی میں گل سرسبد کی حیثیت مسئلہ توحید کو حاصل ہے۔ یہ بات بلا خوف و تردید کہی جاسکتی ہے، کہ 'حق تعالیٰ نے اثبات توحید کے ضمن میں جن صلاحیتوں سے آپ کو نوازا تھا آپ نے پوری زندگی مقدور بھران کا بھرپور استعمال کیا۔ اسی باعث یہ کتاب شائقین توحید کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

اس کتاب کے شروع میں عقیدہ توحید کی اہمیت و فضیلت واضح کی گئی ہے۔ دوسرے حصے میں گزشتہ چودہ صدیوں میں ان تمام علمی کاوشوں اور دعوتی خدمات کا صدی وار احاطہ کیا گیا ہے جس سے یہ کتاب مسئلہ توحید کے خدمت گزاروں کی ایک مستقل تاریخ کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔ اس تصنیف کے آخر میں امام الدعوة محمد بن عبد الوہاب کی دعوتی سرگرمیوں اور علمی خدمات کا بھرپور تعارف کرایا گیا ہے۔ کتاب التوحید کی علمی فضیلت اور اس کی شرح "فتح المجید" کی دعوتی عظمت کی تفصیلات کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ انتہائے آخر میں چودھویں صدی ہجری تک مسئلہ توحید کی خدمات کے سلسلے میں ایک مبسوط تذکرہ پیش کیا گیا ہے۔

"عقیدہ توحید اور علمائے سلف کی خدمات" میں دین اسلام کے اساس اور کلیدی تصور کی تاریخ کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کوشش کا دینی اور دعوتی حلقوں میں ایک بصارت افروز اور بصیرت آموز پیغام کی حیثیت سے استقبال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مرتب عبدالرحمن میمن کی اس مساعی جمیلہ کو مقبول و مشکور فرمائے آمین۔

۲۷- اپریل ۲۰۰۰ء

پروفیسر عبدالجبار شاکر

ڈائریکٹر پبلک لائبریریز پنجاب

بیت الحکمت، ملتان روڈ لاہور

## تقریظ

آیۃ من آیات اللہ شیخ العرب والعجم

سید بدیع الدین شاہ راشدی پیر آف جھنڈا رحمہ اللہ تعالیٰ

زیر نظر کتاب علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ کی علمی کاوشوں میں

ایک ہے۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے خاندانی شرف و وجاہت کے علاوہ علم و فضل کی خوبیوں تفقہ اور استنباط کی بہترین صلاحیتوں، دعوت و تبلیغ کے ولولوں اور جذبوں، تصنیف و تالیف کے سلیقے اور نقد و تحقیق کے اعلیٰ ذوق، قوت حافظہ اور اخلاق و کردار کی رفعتوں سے نوازا تھا۔ ان خوبیوں نے انہیں مجموعہ صفات اور مجمع کمالات بنادیا تھا۔ ع

وَلَيْسَ عَلَى اللَّهِ بِمُسْتَكْبِرٍ

أَنْ يُّجْمَعَ الْعَالَمُ فِيْ وَاحِدٍ

وہ سندھ کے راشدی خاندان کے چشم و چراغ بلکہ اس کے گل سرسبد تھے جو سندھ کا ایک ممتاز خاندان ہے۔ جس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک ”پیر پگارا“ اور دوسری ”پیر جھنڈا“ کہلاتی ہے۔ اس کی ضروری تفصیل راقم اپنے اس مضمون میں بیان کر چکا ہے جو پیر محبت اللہ شاہ راشدی پر تحریر کیا تھا اور جو الا اعتصام (جلد ۷، ۴، شمار ۱۳) میں چھپ چکا ہے۔

پیر صاحب نے جن اساتذہ سے کسب فیض کیا تھا، وہ تقریباً سب خفی تھے۔ لیکن

اللہ تعالیٰ نے انہیں تقلیدی جمود سے محفوظ رکھا، اس میں جہاں ان کے والدین کی تربیت اور اتباع سنت کے اس ماحول نے موثر کردار ادا کیا۔ جو انہیں ان کے گھر کے اندر ملا۔ وہاں ان کے ذوق تحقیق کا بھی اس میں بہت دخل ہے۔ مبداء فیض کی کرم گستری نے نقد و تحقیق کا بہت اعلیٰ ذوق انہیں ودیعت کیا۔ وہ ہر بات کو خوب پرکھتے، جانچتے اور اسے دلائل کی میزان میں تولتے۔ ذہن اخاذ تھا اور تفقہ و استنباط کی اعلیٰ صلاحیتوں سے مالا مال، مطالعے کی وسعت اور گہرائی و گیرائی اس پر مستزاد۔ علاوہ ازیں نقد و تحقیق کے محدثانہ اصول اور رجال حدیث پر بھی ان کی نظر و سنج اور گہری تھی۔ تمام ذخیرہ حدیث اور فقہ اسلامی، کھلی کتاب کی طرح، ان کے سامنے تھی۔ حتیٰ کہ مجموعہ حدیث کے قلمی نسخوں پر بھی ان کی نظر تھی۔ اس لیے بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ پاک و ہند ہی نہیں پورے عالم اسلام میں وسعت مطالعہ و امعان نظر اور نقد و تحقیق کی بے پناہ صلاحیتوں کے اعتبار سے پیر صاحب جیسے عالم، محدث اور محقق چند ایک ہی ہوں گے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ سے بھی خوب خوب نوازا تھا۔ اور اس اعتبار سے بھی ان کی شخصیت ”آیۃ من آیات اللہ“ کا مصداق تھی۔ جن لوگوں کو ان کے مواعظ و خطبات سننے کا زیادہ اتفاق ہوا ہے، وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ پیر صاحب کا حافظہ دیکھ کر ان محدثین کا نقشہ سامنے آ جاتا تھا، جن کے حفظ و ضبط کے محیر العقول واقعات ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں۔

ان کے ذوق نقد و تحقیق کی کئی علمی یادگاریں کتابوں اور تعلیقات و حواشی کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں بعض مطبوعہ ہیں اور بعض غیر مطبوعہ۔ ان سے ان کی حدیث و فقہ میں مہارت کا، علل حدیث اور اسماء الرجال سے گہری واقفیت کا اور قوت استدلال و ملکہ استنباط و استخراج کا بھی پتہ چلتا ہے۔

ان کی لا بہریری بھی بہت وسیع ہے جسے عالمی شہرت حاصل ہے، اس میں حدیث و فقہ، اصول حدیث و اصول فقہ، اسماء الرجال، تفسیر اور تاریخ و سیر سے متعلقہ

بیشتر مطبوعہ کتابیں اور بہت سی غیر مطبوعہ کتابیں موجود ہیں۔ پوری دنیا سے محققین، اہل علم و اہل قلم اس لائبریری سے استفادے کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

ان کا اپنا ایک مدرسہ بھی تھا۔ جس میں دوسرے مدرسین کے علاوہ خود بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ ان کی اپنی عظیم شخصیت کی وجہ سے بعض عرب ممالک کے طلباء بھی ان سے استفادے اور ان کے خزان علم کی ریزہ چینی کے لیے ان کے پاس آتے اور کئی کئی سال ان کے پاس مقیم رہتے۔ ان کے سرچشمہ علم سے فیض یاب ہوتے۔ آج سے ۱۵-۱۶ سال قبل حضرت پیر صاحب سندھ سے ہجرت کر کے مکہ المکرمہ تشریف لے گئے تھے اور وہیں اقامت اختیار کر لی تھی۔ اس طرح کئی سال حرم مقدس میں قرآن و حدیث کا درس دیا اور وہاں ہزاروں تشنگان علم آپ سے سیراب ہوئے، جن میں سعودی، یمنی، مصری و شامی اور افریقی ممالک وغیرہ کے طلباء و اصحاب علم شامل ہیں۔ اسی لیے آپ بجا طور پر شیخ العرب والعجم کے لقب جلیل سے ملقب ہوئے۔ غفر اللہ لہ۔

حدیث و فقہ کے علاوہ قرآن کریم کے ساتھ بھی آپ کا تعلق نہایت گہرا اور والہانہ تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت نہایت پرسوز آواز میں فرماتے، جو والہانہ پن کی غماز بھی ہوتی اور وجد آفرین بھی۔ اسی طرح قرآن کریم کے حقائق و معارف اور لطائف پر بھی آپ کی نظر تھی۔ قدیم و جدید تمام تفاسیر سے آپ آگاہ تھے۔ قرآن کے نام پر جو گمراہیاں لوگ پھیلاتے ہیں، ان سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ نے سندھی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر کا بیڑا اٹھایا، تاکہ ایک صحیح سلفی تفسیر مرتب ہو اور اس میں فکری گمراہیوں کی مدلل تردید بھی ہو۔ اس کی آٹھ جلدیں بدیع التفاسیر کے نام سے چھپ بھی چکی ہیں۔ لیکن ابھی یہ نصف قرآن تک بھی نہیں پہنچی ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ پیر صاحب کہاں تک لکھ چکے تھے۔ یہ تفسیر مکمل ہو جاتی تو اپنی مثال آپ ہوتی۔ پیر صاحب کا خیال تھا کہ اس تفسیر کو وہ خود عربی میں منتقل کریں گے اور پھر کسی سے اردو ترجمہ بھی کروائیں گے لیکن، ماشاء اللہ کان و مالہم یشالم

عقیدہ توحید  
اور  
عقائد و عقول  
کی وضاحت

یکن۔ وکان امر اللہ قدرا مقدورا۔

پیر صاحب کی مادری زبان تو سندھی تھی، لیکن عربی زبان پر بھی پورا عبور تھا، اور اس میں انشاء کا ملکہ بھی حاصل، چنانچہ عربی میں بھی آپ نے متعدد کتابیں یا تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے ہیں، جنہیں شائع کرنے کی شدید ضرورت ہے، اسی طرح قومی زبان اردو میں بھی آپ کو خوب دسترس تھی، یہی وجہ ہے کہ تینوں زبانوں میں آپ کی کتابیں موجود ہیں، سندھی، اردو اور عربی میں۔ بیک وقت کئی زبانوں پر عبور اور انشاء و بیان کی استعداد و صلاحیت بھی بہت کم اہل علم و اہل کمال کو حاصل ہوتی ہے۔ ذالک فضل اللہ یتوبہ من یشاء۔

عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اونچے درجے کے اہل علم و تحقیق، اصحاب درس و افتاء، مفسر و محدث اور مصنف و مؤلف، دعوت و تبلیغ کے محاذ پر زیادہ سرگرم ہوتے ہیں اور نہ اس کی استعداد و صلاحیت سے بہرہ ور ہی، لیکن حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی ایک انفرادی شان یہ بھی تھی کہ جہاں وہ ایک عظیم محقق، بے مثال محدث، مایہ ناز مفسر اور نامور مصنف و مؤلف تھے۔ وہاں وہ ایک عظیم مبلغ اور داعی کبیر بھی تھے۔ فرق باطلہ کے لیے وہ ایک گرزابرز شکن اور شرک و بدعت کی تردید میں ایک سیف برہنہ اور مسلک حقہ کے اثبات اور توحید الہی کی توضیح کے لیے جت قاطع، برہان ساطع اور قتیل ربانی تھے۔ ایک طرف وہ بزم افتاء و تدریس کے صدر نشین تھے تو دوسری طرف تبلیغی اجتماعات اور دعوتی کانفرنسوں کی رونق اور روح رواں۔ ایسے عوامی اجتماعات میں بھی ان کی تقریریں جوش و ولولے کی مظہر، قرآن و حدیث کے دلائل

۱۔ یہ تفسیر سورۃ النحل تک یعنی تیرہ پارے مکمل ہو چکی تھی جو تقریباً بارہ جلدوں میں متوقع ہے جس میں ایک جلد مقدمۃ التفسیر جو کہ تقریباً ۵۰ صفحہ پر مشتمل ہے اور باقی آٹھ جلدیں چھپ چکی ہیں اور باقی طباعت کے مراحل میں ہے۔

۲۔ یہ کام خود شاہ صاحب نے شروع کر دیا تھا۔ مقدمۃ التفسیر اور پہلی جلد جو کہ سورۃ الفاتحہ پر مشتمل بھی دو تہائی حصہ مکمل کر چکے تھے۔

سے مزین اور زبان و بیان اور استدلال کی قوت سے بھرپور ہوتیں۔ گویا بیان اور استدلال کا بحر تلاطم خیز موجزن ہوتا جس میں فریق مخالف کے دلائل خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے۔ قرآن و حدیث کی ایسی روشنی ہوتی جس سے شرک و بدعت کی تاریکیاں دور ہو جاتیں اور حقائق و معارف کا ایک دریا ہوتا جو سامعین کو اپنے ساتھ بہا لے جاتا۔ ایک عوامی مقرر، شعلہ بیان خطیب اور سحر انگیز واعظ کی حیثیت سے وہ لاکھوں دلوں کی دھڑکن، ان کے محبوب راہنما اور عظیم قائد تھے۔ اور اپنی انہی خوبیوں کی وجہ سے شرک و بدعت کی تاریکیوں میں ایک مینارۂ نور تھے، الحاد و زندقہ کے جھکڑوں میں ایمان کی بادِ بہاری تھے اور قافلہٴ حق کے سالار اور حدی خواں تھے۔ لاکھوں اہل توحید ان کے ایمان افروز خطاب سے اپنے دلوں کی کشت ویراں کو سیراب کرتے تھے۔ ہزاروں اہل شرک و بدعت کو ان کی تقریروں سے توحید و سنت کی روشنی نصیب ہوئی۔ اور بہت سے گم گشتگان ضلالت کو ہدایت کی صراطِ مستقیم اختیار کرنے کی سعادت ملی۔

ان کی وفات سے بزمِ تحقیق ہی سونی نہیں ہوئی، تبلیغ و دعوت کی رزم گاہیں بھی اجڑ گئی ہیں۔ افتاء و تدریس کی مسند ہی اپنے صدر نشین سے محفوم نہیں ہوئی۔ وعظ و خطابت کی مجلسوں کو گرمانے والا بھی چلا گیا۔ علمی محفلوں کو آباد کرنے والا ہی راہی ملکِ عدم نہیں ہوا۔ مساجد و مدارس کے اجتماعات بھی بے رونق ہو گئے، سچ ہے ۔

وَمَا كَانَ قَيْسَ هَلَكَةً هَلَكًا وَاحِدًا

ولكنه بنبان قوم تهذما

ایسی ہمہ صفت موصوف شخصیتیں روز بروز پیدا نہیں ہوتیں، ماہ و سال کی ہزاروں گردشوں کے بعد ہی پردہٴ عدم سے نکل کر سامنے آتی ہیں۔ وہ یقیناً اس اردو شعر کا بھی صحیح مصداق تھے ۔

ہزاروں سالِ نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے  
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

عقیدہ توحید  
اور  
تلاشِ حقیقت  
کی غماز

اور اس فارسی شعر کا بھی اطلاق ان پر ہوتا ہے۔

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات

تا زبزم عشق یک دانائے راز آید بروں

ان تمام خوبیوں اور کمالات کے ساتھ 'اخلاق و کردار کی بھی بلند یوں پر فائز تھے ان کی زبان اپنے ہم عصروں کی غیبت اور بد گوئی سے پاک تھی۔ ان کا دل حسد، بغض و عناد اور تکبر کی آلائشوں سے صاف تھا۔ مزاج و طبیعت میں سادگی اور انکساری تھی۔ اہل علم و فضل کے قدردان اور چھوٹوں پر رحم و شفقت فرمانے والے تھے۔ ہر چھوٹے بڑے سے بڑے تپاک، محبت اور سرگرمی سے ملتے۔ حق گوئی اور صاف گوئی میں کوئی رورعایت نہیں کرتے۔ زہر ہلاہل کو انہوں نے کبھی قند نہیں کہا۔ اور اس معاملے میں وہ اپنوں کی خفگی اور بیگانوں کی ناخوشی کی قطعاً پروا نہ کرتے۔ جماعت کی دھڑے بندی سے وہ سخت ملول اور رنجیدہ رہتے تھے۔ اسی لیے وہ کسی ایک دھڑے کے ساتھ وابستہ رہنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ جو بھی ان کو بلا تاوہ حاضر ہو جاتے۔ اور دھڑوں کے مفادات سے بالا ہو کر مسلک کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لینے اور کلمہ حق کی لوائیگی اور اس کی پشتیبانی کرتے۔

حضرت الاستاذ مولانا عطاء اللہ حنیف نور اللہ مرقدہ سے وہ خصوصی رابطہ و تعلق اور ارادت رکھتے تھے۔ حضرت الاستاذ کی بھی حضرت پیر صاحب کی طرح حدیث و رجال پر گہری نظر تھی اور مطالعہ بھی بڑا وسیع تھا اور کتب خانہ بھی وسیع تر۔ علاوہ ازیں مسلک سلف سے گہری وابستگی اور اس کی نشر و اشاعت کا جذبہ بھی دونوں کے درمیان قدر مشترک تھا۔ حضرت الاستاذ بھی حضرت پیر صاحب اور ان کے برادر اکبر پیر محبت اللہ شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ دونوں سے ان کے علم و فضل اور مذکورہ اقدار مشترکہ کی وجہ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ غفر اللہ لہم۔

حضرت پیر صاحب راقم پر بھی شفقت فرماتے تھے اور راقم کے مضامین پر حوصلہ افزائی فرماتے۔ اگست ۱۹۹۴ء کے اوائل میں جب ان کی آنکھوں کا آپریشن ہوا

تھا۔ اور پیر صاحب اپنے کالی موری (حیدر آباد) والے مکان پر تشریف فرما تھے، راقم اپنے محبت و مشفق جناب عبدالکبیر گزوری کی معیت میں مزاج پرسی اور زیارت کے لیے پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو ”الاعتصام“ سے علیحدگی پر بعض اور اہل علم کی طرح، اپنے رنج و ملال کا اظہار فرمایا۔ یہ راقم کی ان سے آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ آہ، کیا معلوم تھا کہ یہ حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ سے آخری ملاقات ہے۔

جنوری ۱۹۹۵ء (۱۴۱۵ھ) میں سید محبت اللہ شاہ راشدی صاحب اللواء الساوس کے انتقال پر ملال کا سانحہ عظیمہ پیش آیا تھا اور پورے ایک سال کے بعد یعنی جنوری ۱۹۹۶ء میں ان کے برادر اصغر سید بدیع الدین شاہ پیر جھنڈا بھی راہی ملک بقا ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطى ولا نقول الا ما یرضی بہ ربنا تبارک و تعالیٰ۔

ع خدا مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

بہر حال ان کی وفات سے علم و فکر کی دنیا میں اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں جو زبردست خلا پیدا ہوا ہے، بظاہر اس کے پرہونے کی امید نہیں۔ جماعت ایک عظیم علمی سرمائے سے محروم ہو گئی ہے جس پر مدتوں ماتم کیا جاتا رہے گا۔ صحرائے علم کے مجنوں کا، مسلک سلف کے بے باک ترجمان اور پاسبان کا، نقد و نظر کے بادشاہ کا، حدیث و تفسیر کے امام کا، ایک مفکر و متکلم اسلام کا۔ پیکر تقویٰ و عمل کا، حسن اخلاق و کردار کے مرقع جمیل کا اور ایک عظیم مبلغ و داعی کبیر کا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم

تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

غفر اللہ لہ و ارحمہ رحمة واسعة

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ

مدیر: شعبہ تحقیق و تصنیف دار السلام، لاہور

## پیش لفظ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء  
والمرسلين اما بعد،

عقیدہ توحید پر امام الدعوة شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکتہ الآراء تصنیف ”کتاب التوحید“ کی جامع شرح ”فتح المجید“ جو آپ کے پوتے شیخ عبد الرحمن بن حسن نے لکھی تھی مولانا عطاء اللہ ثاقب رئیس ادارہ ”انصار السنۃ المحمدیہ لاہور“ نے اس کا اردو ترجمہ بنام ”ہدایۃ المستفید“ کیا اور حرم شریف میں بیٹھ کر علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کو پورا ترجمہ سنایا اور تصحیح کروائی ان کی فرمائش پر شاہ صاحب مرحوم نے اس پر ایک ”مفصل“ مدلل اور جامع مقدمہ تحریر فرمایا۔ اسی مقدمہ کی وجہ سے ”ہدایۃ المستفید“ کی افادیت اور مقبولیت دوبالا ہو گئی اور خادم حرمین شریفین شاہ فیصل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی خرچہ پر یہ کتاب دو جلدوں میں چھپ کر لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم ہو چکی ہے۔

یہ مقدمہ گویا کہ ایک تاریخ ہے۔ جس میں شاہ صاحب مرحوم نے پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کے نامور علماء و محدثین کی عقیدہ توحید کے مختلف پہلوؤں پر لکھی گئی تصنیفات کا مختصر تذکرہ اور جائزہ پیش کیا ہے، اس لئے اسکی اہمیت و افادیت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کے کسی ہندوستانی تلمیذ رشید نے اس مقدمہ کا عربی میں ترجمہ کیا ہے جو الجامعۃ السلفیۃ بنارس الہند کے ماہنامہ عربی رسالہ ”مجلیۃ الجامعۃ السلفیۃ“ میں ماہ مئی ۱۹۹۲ء سے دسمبر ۱۹۹۲ء تک مسلسل آٹھ قسطوں میں ”اہمیت التوحید فی الاسلام“ کے عنوان سے چھپ چکا ہے۔

ہمارے مخلص دوست محترم مولانا عبد الرحمن میمن صاحب نے مکتبہ الدعوة

السلفیہ ٹیاری کی طرف سے اپنی بساط کے مطابق ہمارے مربی و محبوب رہنما علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے ہدایۃ المستفید کے مقدمہ کو الگ کتابی صورت میں ”عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات“ کے عنوان سے اشاعت اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

دعوت توحید کے سلسلے میں شاہ صاحب کی تحریری کاوشوں کا مختصر تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

مرحوم شاہ صاحب نے عربی، اردو، سندھی میں ۱۶۰ کے قریب کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جن میں آپ کی شاہکار سندھی تصنیف قرآن کریم کی تفسیر ”بدیع التفاسیر“ ہے۔ آپ کی سب سے بڑی تمنا اس تفسیر کی تکمیل تھی لیکن زندگی نے وفاتہ کی اور آپ تیرہ پاروں کی تفسیر مکمل کر سکے تھے۔ سندھی کے ساتھ آپ نے عرب دوستوں اور شاگردوں کے اصرار پر اسکا عربی ترجمہ کیا تھا اور ۴۳۳ صفحات پر مشتمل ”مقدمہ التفسیر“ کا عربی ترجمہ مکمل کر لیا تھا اور تفسیر کی جلد اول ”احسن الخطاب فی تفسیر ام الكتاب“ کے دو تھائی حصہ کا ترجمہ کر سکے تھے اردو داں طبقہ کے شدید اصرار پر تفسیر کا اردو ترجمہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا مرد مجاہد پیدا کرے جو بقیہ تفسیر کو اسی نہج اور طرز پر مکمل کرے اور عربی و اردو ترجمہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچے آمین۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

#### (۱) بدیع التفاسیر

یہ تفسیر عقیدہ توحید کے ہر پہلو اور ہر گوشہ پر مفصل مواد اور تحقیق کا بیش بہا خزانہ ہے۔

#### (۲) علاوہ ازیں آپ نے قرآن مجید کی ایک اور عربی تفسیر بنام

”تفسیر القرآن الکریم المسمیٰ بالاستباط الجیب فی اثبات التوحید من جمیع آیات الكتاب الجیب“ شروع کی تھی جو ابتداء سے سورۃ اعراف کے رکوع ۲۲ کی آیت

عقیدہ توحید  
اور  
فلاح الہدایت  
کی کتاب

و كذلك تفصل الآيات ولعلهم يرجعون تک لکھی ہوئی ہے۔ یہ قرآن مجید کی انتہائی مختصر تفسیر ہے اس کی ہر آیت سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید کو ثابت کیا گیا ہے، قارئین کی دلچسپی کیلئے اسکی بعض عبارات پیش کی جاتی ہیں:

”الحمد لله الذى لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك فى الملك ولم يكن له ولي من الدل وكبره تكبيرا“

”واتخذوا من دونه الهة لا يخلقون شيئا وهم يخلقون ولا يملكون لانفسهم ضرا ولا نفعا ولا يملكون موتا ولا حياة ولا نشورا“ ونزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا“ لمن اجتمعت الانس والجن على ان يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا“ ان هذا القرآن يهدى للتي هي اقوم ويبشر الذين يعملون الصالحات ان لهم اجرا كبيرا“ الذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون ومن يفعل ذلك يلق اثاما“ يضاعف له العذاب يوم القيامة ويخلد فيه مهانا“ الذين قالوا اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شيئا اذًا“ تكاد السموات يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا“ واذا قيل لهم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تأمرنا وزادهم نفورا“ ما لهم به من علم ولا لابائهم كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا“ فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا“ وانه لكتاب عزيز لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد۔ وكتاب احكمت آياته ثم فصلت من لدن حكيم خبير“ الاتعبدوا الا الله اننى لكم منه نذير وبشير“

ومن معجزاته انه ليست فيه آية الا وهى تدل على ثبوت التوحيد فالهمنى الله الودود ذو العرش المجيد، ان اكتب تفسيرا حافلا، يشفى الغليل شفاء كاملا، فشرعت فيه وعليه توكلت وعليه فليتوكل

المؤمنون۔ لعلهم يرشدون۔ وسميته "بالإستنباط العجيب فى اثبات التوحيد من جميع آيات الكتاب النجيب"، واللّٰه تعالى أسأل ان ينفع به الاولاد والإخوان والاحباب والاخلان وان يجعله خالصاً لوجه الكريم انه تعالى جواد برؤوف الرحيم۔

نیز تفسیر کا قطعہ ملاحظہ ہو:

"بسم اللّٰه الذى له الأسماء الحسنی الرحمن الرحيم ومن رحمہ أنه علمنا التوحيد لقوله تعالى ولو لا فضل اللّٰه عليكم ورحمته ما زكى منكم من أحد آلم انا اللّٰه اعلم كما مر اللّٰه لا اله الا هو الحى القيوم قيوم الخلاق وهو الذى نزل عليك ايها الرسول الداعى عباد اللّٰه الى توحيدہ الكتاب الذى احكمت آياته ثم فصلت من لدن حكيم خبير الاتبعوا الا اللّٰه با الحق لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه فلا يقاس عليه كلام المخلوق لقوله تعالى قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون او معناه مع الأحكام الحقة واعلاها التوحيد لقوله تعالى ذلك بأن اللّٰه هو الحق وان ما يدعون من دونه هو الباطل وقوله له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لا يستجيبونه بشئى الا كباطل كفيه

الى الماء ليبلغ فاه وما هو ببالغه ومادعاء الكافرين الا فى ضلال حال كون ذلك مصداقاً لما بين يديه من الكتب السابقة وأنزل التوراة والانجيل وهما من الكتب السابقة نزلاً لتعليم الناس وتوحيد ربهم لقوله تعالى من قبل هدى للناس يهديانهم طريق التوحيد لقوله تعالى ومن اضل ممن يدعو من دون اللّٰه وانزل الفرقان الفارق بين التوحيد والشرك كما مر إن الذين كفرو بآيات اللّٰه الدالة على وحدانيته لهم عذاب شديد واللّٰه عزيز ذو انتقام فينتقم ممن اشرك معه لقوله تعالى انا من المجرمين متقمون مع قوله تعالى انا كذلك نفعل بالمجرمين انهم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا اللّٰه يستكبرون وهؤلاء اهل الشرك يظنون اللّٰه لا يطلع على احوالهم ولكن ان اللّٰه لا يخفى عليه شئ فى الارض ولا فى

تفسیر القرآن  
الجزء  
الثاني  
كتاب التوحيد

(۳) کتاب التوحید (عربی)

عقیدہ توحید اور اس کے مسائل پر یہ مختصر کتاب ہے۔

(۴) آپ نے امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ کی ”کتاب التوحید صغیر“ کی تخریج و شرح لکھی ہے۔

(۵) شهادة الاحناف فی مسئلة علم الغیب علی سبیل الانصاف (عربی)

اس میں آپ نے علماء احناف کی عبارات سے ثابت کیا ہے کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہے۔ نبی ﷺ کو علم غیب نہیں تھا اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

(۶) وصول الالہام لاصول الاسلام (عربی)

اسلام کے بنیادی اصولوں پر لکھی گئی یہ کتاب غیر منقوٹ ہے جو عربی زبان و ادب پر آپ کے عبور اور مہارت تامہ کی تین دلیل ہے۔

مصر کے مشہور محقق عالم ڈاکٹر محمود محمد عبد اللہ مصری نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ”اللغة العربية فی پاکستان“ کے عنوان سے پی، ایچ، ڈی، کیلئے مقالہ تحریر کیا ہے جسے وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد نے شائع کیا ہے اس کے ص ۳۳۶ پر لکھتے ہیں:

وصول الالہام لاصول الاسلام الفہ ابو محمد بدیع الدین شاہ هذا الكتاب علی طريقة سواطع الالہام للفیضی الا انه یختلف عنه من حیث المضمون والمادة فسواطع الالہام كما ذكرنا عبارة عن تفسیر القرآن الکریم اما وصول الالہام فهو يتعلق بالعقيدة كما یظهر من عنوان الكتاب وصول الالہام لاصول الاسلام ولذلك نرى انه بدأ الكتاب باساس الاسلام واصول الخمسة ثم اوردعة اصول واحکام تتعلق بالدين الاسلامی الحنیف قد حث الرسول ﷺ علی اتباعها والعمل بها

ونريد ان نوجه عناية القارى الكريم ان المؤلف استخدم الحروف  
المهملة فى تاليف هذا الكتاب (الصنعة المهمة) بدأه بمقدمة صدرها  
بقصيدة شعرية من نفس الصيغة وسوف نقتطف بعض النماذج من هذا  
العمل حتى يقف القارى على ما وصلت اليه العقلية الهندية الباكستانية  
التي شغفت بكل نادر وفريد۔  
نموذہ ملاحظہ ہو:

”اسم اللہ العلام اول كل مرام وكلام محامد المحمود لاحد لها ولا عد  
و محاكم كلامه لاردلها ولا سد هو الواحد الاوحد الأحد الملك  
السلام الحكم العدل الصمد مالك الملك له الطول والحول وحارس  
الحرس له الدول والأول امسك السماء وركد الرمكاء ، وامطر المسيل  
ورعرع الدوح والحمل وكور الساطع والسواد ودور اللوامع ووطد  
الأوطاد وصور الأسود والأحمر والأدلس والاسحم والأسمر والهم ام  
الكلام وعلم اصول الاسلام“  
ڈاکٹر محمود مصری وصول الالہام کی عبارت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

”ونكتفى بعرض النماذج من الكتاب الذى لايجد فيه القارى سوى  
اعمال الصنعة الأدبية والمهارة اللغوية حيث استعمل المؤلف الحروف  
المهملة وحافظ على ذلك النسق الى نهاية الكتاب بمهارة واعجاب“  
(۷) توحید ربانی یعنی سچی مسلمانی (سندھی)

یہ کتاب سندھی زبان میں مسئلہ توحید پر چار حصوں اٹھارہ ابواب پر مشتمل  
ہے۔

(۸) توحید خالص (اردو)

عقیدہ توحید پر ۶۲۴ صفحات پر مشتمل آپ کی مایہ ناز تصنیف ہے جو آپ نے  
محمد یاسین قرملتان والے کے دو سوالوں کے جواب میں لکھی ہے۔ اس لئے

عقیدہ توحید  
اردو  
تالیفات  
کی فہرست

کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں ۷۴۴ قرآنی آیات سے ۲۸ طریقوں سے اور ۱۵۰ احادیث سے ۲۰ طریقوں سے استدلال کر کے ثابت کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور بائن عن الخلق ہے اس کے ساتھ وحدۃ الوجود کے قائلین کے دلائل کا بھی تفصیل کے ساتھ رد کیا ہے۔

دوسرے حصے میں دعا کا صحیح تصور، اس کا صحیح طریقہ غیر اللہ کو پکارنے کی سخت ممانعت اور مروجہ وسیلہ کی تردید بڑی تفصیل کے ساتھ کی گئی ہے۔

(۹) قادیانی و جھنڈائی خاندان ”بینہما بروز لا بیعیان“ (سندھی)

قادیانیوں نے ”فیصلہ آسمانی“ کے نام سے ایک پمفلٹ لکھ کر سندھ میں یہ بات پھیلائی تھی کہ علامہ سید رشید الدین شاہ راشدی (شاہ صاحب کے پردادا) کو کشف والہام کے ذریعے مرزا غلام احمد کی سچائی کا علم ہوا تھا ان ہی ایام میں اس بہتان و افتراء کی تردید میں شاہ صاحب کے والد علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی نے مولانا دین محمد وفائی کے رسالہ ماہنامہ ”توحید“ کے شمارہ ماہ جنوری ۱۹۳۵ء میں مضمون لکھا تھا اسکے بعد علامہ سید محبت اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ”القواطع الرحمانیۃ لافتراء الفرقتۃ القادیانیۃ“ لکھ کر شائع کرایا، نیز شاہ صاحب نے بھی اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اس رسالہ میں تفصیل کے ساتھ مرزائیوں کے اس افتراء کا پردہ چاک کر دیا۔

الغرض آپ نے سر زمین سندھ سے شرک و بدعت اور پیری مریدی وغیرہ کو جڑ سے اکھاڑنے کے سلسلہ میں زبان و قلم سے جہاد کر کے توحید کا علم بلند کیا، برصغیر کے علاوہ عرب ممالک اور یورپ و امریکا تک آپ کے ہزاروں شاگرد اس سلسلہ کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

ماضی قریب میں آپ کی ہم عصر جو نامور ہستیاں ہم سے جدا ہو چکی ہیں ان میں عظیم محدث و داعی شیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز، محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین

الالبانی، رئیس المحققین علامہ سید محبت اللہ شاہ راشدی، علامہ شیخ تقی الدین ہلالی، مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف، مولانا سلطان محمود محدث جلاپوری، علامہ احسان الہی ظہیر شہید، شیخ عبد القادر بن حبیب اللہ سندھی، شیخ عمر فلاتہ، مولانا حافظ محمد عمر جو نیوڈیپلائی، مترجم مشکوٰۃ قابل ذکر ہیں۔ ہر ایک شخصیت علم و عمل، تحریر و تقریر اور دعوت توحید کی اشاعت و ترویج کے میدان میں شہسوار کا درجہ رکھتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی خدمات قبول فرمائے ان کے درجات بلند کرے، اور اس قحط الرجال کے دور میں ان کے سچے خلف پیدا کرے تاکہ یہ سلسلہ ہمیشہ قائم و دائم رہے آمین۔

والسلام  
عبد العزیز نہرپو

(کاتب، سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ)  
انچارج، مکتبہ راشدیہ، آزاد پیر، جھنڈ و نیو سعید آباد، سندھ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY  
www.pdfbooksfree.pk

عقیدہ توحید  
ادب  
تلاوت قرآنی  
کی عمارت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَلَا عُذْوَانِ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ وَالصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔

اما بعد!

توحید باری تعالیٰ ہی ایسا مسئلہ ہے جسے سمجھانے کے لئے تمام انبیائے کرام علیہم السلام  
کی بعثت ہوئی جیسا کہ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا  
الطَّاغُوتَ﴾ (النحل ۱۶/۳۶)

”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو  
خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔“

اس دعوت کو عام کرنے کے لئے کتب اور صحیفے نازل ہوئے اور سب سے آخری  
رسول محمد رسول اللہ ﷺ پر آخری کتاب قرآن مجید نازل ہوا جس کا مقصد وحید بھی یہی  
تھا کہ دعوت توحید کو پھیلایا اور عام کیا جائے۔

ارشاد ہے:

﴿هَذَا بَلَّغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهٌُ وَاحِدٌ  
وَلِيَذْكُرُوا الْأَلْبَابَ﴾ (ابراہیم ۱۴/۵۲)

”یہ پیغام ہے سب انسانوں کے لئے اور یہ بھیجا گیا ہے اس لئے کہ ان کو اس  
کے ذریعہ سے خبردار کر دیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس  
ایک ہی ہے اور جو عقل رکھتے ہیں وہ ہوش میں آجائیں۔“

بلکہ قرآن کریم کی ہر آیت سے صراحتاً یا کنایتاً توحید ہی کا اثبات ہوتا

ہے۔ یہی بات ہم سے قبل شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ”کلمہ طیبہ“ میں کہی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿ كَذَّبَتْ أُحْكِمَتْ ءَايَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ﴿١﴾ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ﴿٢﴾ ﴾ (ہود ۱/۲-۱)

یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے کہ تم نہ بندگی کرو مگر صرف اللہ کی میں اس کی طرف سے خبردار کرنے والا بھی ہوں اور بشارت دینے والا بھی۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی جو بڑی بڑی تکلیفوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا اس کا سبب بھی دعوت توحید تھی۔

فرمان الہی ہے:

﴿ كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مُجُنٌّ ﴿٥١﴾ ﴾ (الذاریات ۵۱/۵۲)

”یونہی ہوتا رہا ہے ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔“

﴿ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا ءَاخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ ﴾ (الحجر ۹۵/۹۶)

تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی خدا قرار دیتے ہیں۔ عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

﴿ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿٨٠﴾ ﴾ (البروج ۸۰/۸۱)

اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس

عقیدہ توحید  
اور  
خالق و  
مخلوق  
کی وحدت

خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔  
﴿الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا  
اللَّهُ﴾ (الحج ۲۲/۴۰)

”یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے صرف اس قصور پر  
کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔“

﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ  
رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾  
(المؤمن ۴۸/۲۸)

”اس موقع پر آل فرعون میں سے ایک مؤمن شخص جو اپنا ایمان چھپائے  
ہوئے تھا بول اٹھا، کیا تم ایک شخص کو صرف اس بنا پر قتل کرو گے کہ وہ کہتا  
ہے میرا رب اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری  
طرف بینات لے آیا۔“

یہی سلوک رسول اکرم ﷺ کے ساتھ روا رکھا گیا، ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ﴿١﴾ أَجْعَلُ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا  
إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿٢﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَى  
الْهِتَاجِ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ﴿٣﴾ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِن  
هَذَا إِلَّا أُخْتِلَقَ ﴿٧﴾﴾ (ص ۳۸/۷-۷)

”منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے کیا اس نے سارے خداؤں  
کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے سرداران قوم یہ  
کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر، یہ بات  
تو کسی اور غرض سے کہی جا رہی ہے یہ بات ہم نے زمانہ قریب کی ملت میں  
کسی سے نہیں سنی یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک من گھڑت بات۔“

رسول اللہ ﷺ کو مخالفین کی طرف سے کئی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جیسے اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَتَبْلُوكَ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيراً﴾ (آل عمران ۱۸۶)

”مسلمانو! تمہیں مال اور جان دونوں کی آزمائشیں آکر رہیں گی اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے۔“

متعدد مقامات پر لڑائیاں ہوئیں، کم و بیش نو برس کے عرصہ میں چوبیس لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے، بدر، احد، حنین، اور تبوک وغیرہ معرکے توحید الہی کے قیام کے لئے ہوئے۔  
ارشاد الہی ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونََ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّهِ﴾ (الأنفال ۸/۳۹)

”ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، اور دین پور اللہ کے لئے ہو جائے۔“

مکی دور میں مشرکین کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو کئی قسم کی اذیتیں برداشت کرنا پڑیں، مثلاً بدزبانی، استہزاء، مار پیٹ اور ترک موالات، پھر شعب ابی طالب میں قید کے دن گزارنا، آخر مجبور ہو کر ہجرت کرنا پڑی اور مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا:

((وَاللّٰهُ اِنَّكَ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَلَوْ لَا اَنْتَى اُخْرِجْتُ مِنْكَ مَا خَرَجْتُ)) (ترمذی کتاب المناقب۔ باب فی فضل مکہ، ابن ماجہ کتاب المناسک باب فی فضل مکہ)

”بخدا تو اللہ کی بہترین سر زمین ہے اور اللہ کی ہر سو پھیلی ہوئی تمام زمین میں سے اس کی محبوب ترین زمین ہے اگر مجھے تجھ سے نکال نہ دیا جاتا تو میں بالکل نہ نکلتا۔“

حقیر و حقیر  
اور  
حقیر و حقیر  
کی بات

ان سب تکلیفوں کی محرک اول دعوتِ توحید تھی اور جب کہیں آپ ﷺ نے کوئی مبلغ بھیجا تو اس کو بھی اسی مسئلہ کی طرف دعوت دینے کے لئے حکم فرمایا، چنانچہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ارشاد فرماتے ہیں:

((أَوَّلُ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيَّ أَنْ يُوحِدُوا اللَّهَ تَعَالَى)) (بخاری) کتاب

التوحيد۔ باب ماجاء دعاء النبی ﷺ امتہ إلى التوحيد اللہ تبارک و تعالیٰ۔

”تم ان کو سب سے پہلی دعوت یہ دو کہ وہ اللہ کی توحید کا اقرار کریں۔“

کیونکہ تمام اعمال کے قبول ہونے یا نہ ہونے کی بنیاد یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (الزمر ۶۵/۳۹)

”تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی

بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم

خسارے میں رہو گے۔“

بلکہ توحید ہی سے عمل صالح کی طرف رغبت ہوتی ہے، کیونکہ ایک اللہ پر

ایمان رکھنے سے دوسروں کا خوف دل سے نکل جاتا ہے اور جن سے امیدیں وابستہ تھیں

وہ ختم ہو جاتی ہیں، پھر یہ دو وجہیں رجاء، خوف، عمل صالح کے لئے دل میں رغبت اور

میلان پیدا کرتی ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو صحیح طور پر نہیں جانتے جس طرح کہ خود

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے رسول مقبول ﷺ کی زبانی اپنی شان بیان فرمائی

ہے، وہ دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر میں کوئی فرق اور امتیاز نہیں کر سکتے ہیں۔ اسی

طرح غیر اللہ کو مددگار یا مشکل کشا جاننے والے، یا ان کے توسل سے نجات یا حاجت

روائی یا امراض سے شفا حاصل کرنے کا عقیدہ رکھنے والے اللہ تعالیٰ سے بالکل بے

خوف ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے بناوٹی معبودوں یا وسیلوں کا خیال رہتا ہے وہ ان ہی کی بددعا

سے ڈرتے اور ان کی سفارش کے امیدوار رہتے ہیں۔ اسی طرح ان کے لئے گناہوں اور

برائیوں کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور ان کے پاؤں راہ حق سے پھسلتے رہتے ہیں۔ توحید ہی ایک ایسی چیز ہے جس کی بدولت ایک مومن نیکی، عمل صالح، اخلاق حسنہ، ایمان داری اور راست بازی پر قائم رہ سکتا ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِرْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ (البقرة ۲۵۶)

”اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔“

﴿وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ﴾ (لقمان ۳۱/۲۲)

”جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے اور عملِ نیک ہو اس نے فی الواقع ایک بھروسے کے قابل سہارا تھام لیا۔“

بلکہ اسی توحید سے انسانیت کا نظام برقرار رہ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَمَرَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الْدِينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (یوسف ۱۲/۴۰)

”اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو، یہی ٹھیکہ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔“

اور اسی سے امت کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم رہتا ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا نَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ﴾ (الشوریٰ ۴۲/۱۳)

حقیقی توحید  
اللہ  
تعالیٰ کی  
کھد

”اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جسے (اے محمد ﷺ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دے چکے ہیں اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ یہی بات ان مشرکین کو سخت ناگوار ہوئی ہے۔“

توحید ہی کی بدولت آپس میں گہڑے ہوئے دل ملیں گے، بغض، حسد اور کینہ سے صاف ہوں گے۔

جیسا کہ فرمایا:

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءُوكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ ﴾

(الممتحنة ۶۰/۲)

”تم لوگوں کے لئے ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا، ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے، جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہو گئی اور پیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔“

توحید کی طرف دعوت دینار رسول اللہ ﷺ کے قبیعین کا شیوہ ہے۔ جو کہ دعوت و تبلیغ میں ان کے سچے جانشین ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَنَ اللَّهُ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾ (یوسف ۱۰۸/۱۲)

”آپ ان سے صاف کہہ دیجئے کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف

بلاتا ہوں۔ میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں، اور میرے ساتھی بھی اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔“

توحید کی حقانیت جب لوگوں کے دلوں میں بیٹھنے لگی تو ہر آنے والی مصیبت ان کے لئے سہل ہونے لگی۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا گرم پتھروں اور کولموں پر احد احد پکارنا، ضعیب جہنی رضی اللہ عنہ کا شہادت سے قبل دو رکعت پڑھنے کی اجازت طلب کرنا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بوقت وفات شہادت کی حسرت میں رونا، حالانکہ ان کے جسم کا ہر حصہ اللہ کی راہ میں دشمن کے وار کا نشانہ بن چکا تھا، اسی طرح غزوہ تبوک میں مالی و معاشی مشکلات پر صبر و استقامت سے رہنا نیز صحابیات کا اپنے بیٹوں کی شہادت پر صبر کرنا بلکہ خوش ہونا اور اس قسم کے بے شمار واقعات جو تاریخ اسلام کے شاہکار ہیں۔ سب اس حقیقت پر دلالت کناں ہیں کہ وہ توحید کو دل کی گہرائیوں سے جان چکے تھے، اور اس کی عاقبت محمودہ پر ایمان رکھتے تھے، یہی وہ حلاوة الایمان ہے جس کا ذکر صحیحین کی روایت میں موجود ہے کہ وہی شخص ایمان کی نعمت پاسکتا ہے جو تین صفات کا حامل ہو ان میں سے ایک صفت یہ ہے:

((وَأَنْ يُّكْرَهُ أَنْ يُّعَوِّذَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي النَّارِ)) (مسلم - کتاب الایمان باب بیان حصول الخ)

”جب اللہ نے اس کو کفر کی حالت سے نکال دیا تو وہ اس میں دوبارہ جانے کو اسی طرح برا سمجھے جس طرح کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔“

## پہلی صدی ہجری

زمانہ نبوت کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی یہی حال رہا کہ توحید کو زبان قلم اور تلوار سے دور دور تک پھیلا یا، مشرکین کی کئی ریاستیں فتح کیں اور وہاں

توحید و توحید  
اور  
توحید و توحید  
کی

اسلام کا جھنڈا گاڑ کر توحید الہی کو چکایا۔ اس وقت سے لے کر آج تک علمائے حق کا یہی طریقہ رہا ہے۔

((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ، مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ)) (مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین) بخاری کتاب المناقب، باب سوال المشرکین الخ۔ رقم الحدیث ۳۶۴۱۔ جلد ۴۔ ۱۱۲۱ (بیروت)

”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا جو انہیں ذلیل کرتے ہیں اور ان کی مخالفت کے درپے ہیں وہ انہیں تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے فیصلہ کن وقت آجائے اور وہ اس پر قائم ہوں گے۔“

جہاں کہیں توحید کے دشمنوں نے سر اٹھایا تو اہل توحید نے سینہ سپر ہو کر ان کا مقابلہ کیا توحید کے ایک ایک جز کی نگہداشت اور حفاظت کی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY  
www.pdfbooksfree.pk

## دوسری صدی ہجری

فتنہ خلق قرآن توحید پر ایک زبردست وار تھا، اس وقت اس مسئلہ کو ایسا مشکل بنا کر پیش کیا گیا کہ کم علم والے اس کو سمجھ نہ سکے، ان کا خلاصہ استدلال یہ تھا:

﴿اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الزمر ۶۲/۳۹)

”اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔“

قرآن کی اس آیت کے بعد وہ یہ کہتے ہیں

أَلْقُرْآنُ شَيْءٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ

”قرآن باقی اشیاء میں سے ایک شے ہے۔“

پس ثابت ہوا کہ قرآن بھی مخلوق ہے (معاذ اللہ)

اس استدلال میں ایسی گہری تلمییس ہے جس کو معلوم کرنا ہر شخص کا کام نہیں اور کئی کم فہم لوگ اس کا شکار ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنے مزعومہ دلائل کو فلسفہ یونان کا رنگ چڑھا کر مزید الجھا دیا۔ کہنے لگے کلام، اللہ کی صفت ہے اور صفت قائم بالموصوف ہوتی ہے۔ لہذا یہ صفت اللہ سے کیسے الگ ہو سکتی ہے اور جس کا نزول ہوا ہے، وہ تو حروف ہیں جو مٹ کر معدوم ہو سکتے ہیں۔

(وما ثبت قدمہ استحال عدمہ)

”جس کا قدیم ہونا ثابت ہے، اس کا معدوم ہونا محال ہے۔“

ان کی یہی بحث آج تک چلی آرہی ہے۔

کچھ دن ہوئے ایک مولوی صاحب نے جن کا تعلق اہل الرائے سے تھا۔ میرے ساتھ بحث کرتے ہوئے یہی دلیل پیش کی۔

علامہ ابن عابدین الشامی المتوفی ۵۲۱ھ الرد المختار حاشیہ الدر المختار جلد ۳ صفحہ ۲۲ طبع دوم میں لکھتے ہیں:

ان غیر المخلوق هو القرآن یعنی کلام اللہ الصفة النفسية القائمة به تعالى لا بمعنى الحروف المنزلة۔

یقیناً قرآن ہی غیر مخلوق ہے یعنی وہ اللہ کا کلام ہے۔ اس کے ساتھ استوار ہے معنی حروف میں نہ معنی منزلہ میں۔

قرون اولیٰ جو کہ مشہود لہم بالخیر ہے کے لوگوں کا عقیدہ تھا جو امام سفیان ابن عیینہ المتوفی ۱۹۸ھ سے تواتر کے ساتھ مروی ہے:

((عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ أَذْرَكْتُ النَّاسَ مِنْذُ سَبْعِينَ سَنَةً أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَنْ ذُوْنَهُمْ يَقُولُونَ: اللَّهُ خَالِقُ وَمَا سِوَاهُ مَخْلُوقٌ إِلَّا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ كَلَامُ اللَّهِ مِنْهُ خَرَجَ وَإِلَيْهِ يَعُودُ)) (ذكره الذهبي في كتاب العلل للعلی الغفار: ۱۱۵ طبع ثانیہ)

”عمرو بن دینار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ستر سال سے لوگوں

عقیدہ توحید  
اور  
قللہ علی  
کی

کو پایا، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور ان کے علاوہ بھی یہی کہتے تھے، اللہ خالق ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ مخلوق ہے۔ مگر قرآن مخلوق نہیں، وہ اللہ کا کلام ہے جو اسی سے نکلا ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔“

پس جس طرح اللہ کی ذات بے مثل ہے اور ہم اس پر بلا تکلیف و تمثیل ایمان رکھتے ہیں اسی طرح اس کی صفات سب بے مثل ہیں اور ان پر بھی بغیر کسی بحث عن الکلیفیت والشبہ کے ایمان رکھتے ہیں، اسی طرح قراءت اور مقروء، تلاوت اور متلو میں فرق کرتے ہیں کہ

(الْفِعْلُ فِعْلُ الْقَارِئِ وَالْكَلَامُ كَلَامُ الْبَارِئِ)

”فعل، قاری کا فعل ہے اور کلام، اللہ کا کلام ہے۔“

اس فتنے کو روکنے لئے ائمہ دین میدان میں آئے چنانچہ عبدالعزیز الکنانی رحمہ اللہ مع اپنے فرزند ارجمند کے سر پر کفن باندھ کر خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں بشر مرہبی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مناظرہ کے لئے بغداد جاتے ہیں اور مناظرہ شروع ہوتا ہے۔ بالآخر بشر مرہبی تنگ آکر کہتا ہے کہ عبدالعزیز بار بار نصوص (آیات و احادیث) کو استدلال میں لاتا ہے اور مجھ سے بھی نص کا مطالبہ کرتا ہے اگر وہ قیاس و نظر کی رو سے بحث کرے تو ابھی وہ خلق قرآن کا قائل ہو جائے گا۔ بصورت دیگر میرا سر قلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو مامون الرشید پر کہ اس نے بشر کو خطاب کر کے کہا:

”تَقُولُ لِرَجُلٍ تَنَظَّرُ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ دَعُوهُمَا وَاخْرُجْ إِلَى النَّظَرِ

وَالْقِيَاسِ هَذَا مَا لَا يَجُوزُ۔“ (حاشیہ کتاب الحیدہ۔ ۱۲۵)

”تم ایسے شخص سے جو کتاب و سنت کی روشنی میں مناظرہ کرتا ہے کہتے ہو کہ ان کو (کتاب و سنت کو) چھوڑ دو، اور نظر و قیاس کے نقطہ سے بات کرو، یہ بات صحیح نہیں ہے۔“

آخر میں عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے قیاس و نظر کی روشنی میں گفتگو کی پھر بھی

بموجب وعدہ الہی۔

﴿وَيُضِلُّ اللَّهُ الْفَالِطِينَ﴾ (ابراہیم ۱۴/۲۷)

”اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے۔“

مخالف کو زبردست شکست ہوئی۔ اسی طرح نعیم بن حماد رحمہ اللہ اور اس کے ساتھی قید خانے میں مار کھا کر جاں بحق ہوئے اور ظالموں نے غسل و کفن اور جنازہ کے بغیر ان کو گڑھے میں ڈال کر دفن کر دیا۔

امام اہل السنۃ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ کا جہاد اور قید و بند کی زندگی کو کیسے فراموش کیا جاسکتا ہے۔ کبھی کوڑے لگ رہے ہیں، اور کبھی طمع اور لالچ دلائی جاتی ہے امام موصوف کی زبان پر یہی مطالبہ جاری ہے

أَعْطُونِي شَيْئًا مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ أَوْ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَقُولَ بِهِ۔ (مناقب احمد بن حنبل لابن جوزی: ۳۲۲)

”تم میرے سامنے کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ سے کوئی چیز پیش کرو تا کہ میں بھی اسی کے مطابق جواب دوں۔“

اس اثنا میں کئی لوگ مارے گئے، جیل میں ٹھونے گئے، ان کو سزائیں دی گئیں۔ لیکن:

﴿فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا

وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾ (آل عمران ۱۴۶/۳)

”اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے، انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی، وہ (باطل کے آگے) سرنگوں نہیں ہوئے، ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے۔“

اسی طرح دیگر صفات الہیہ کا انکار پھر تشبیہ اور تاویل، ان سب کا مقابلہ امت کے نقول ائمہ و علماء نے کیا پھر اصنام تصاویر، قبروں اور مزاروں کی پوجا پاٹ اور ان پر نذر و نیاز اور عرس و میلے، غیر اللہ (یعنی انبیاء صلحاء اور اولیاء) کو پکارنا، ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا ان کو دعا و مغفرت اور حاجت روائی کے لئے وسیلہ یا واسطہ بنانا، غرض

نقیۃ توحید  
اور  
تلاوت قرآنی  
کی عادت

کئی قسم کے شرک تھے، جن کی اہل علم نے تردید کی اور ان کو مٹانے کی کوشش کی، اس میں جان و مال خرچ کئے، کتابیں تصنیف کیں۔

## تیسری صدی ہجری

امام سید جعفر صادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین الشہید بن علی بن ابی طالب سے کتاب التوحید المسمیٰ بہ ”الادلۃ علی الحکمۃ والتدبیر والرد علی القائلین بالاہمال و منکری العمل“ مروی ہے۔

صحیح بخاری میں جو کہ قرآن کریم کے بعد سب سے اولین اور صحیح ترین کتاب ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ نے کتاب کے آخر میں مستقل عنوان کتاب التوحید والرد علی الجہمیہ وغیرہم ذکر فرمایا ہے جس میں کئی مسائل توحید مختلف ابواب کے تحت بیان کئے ہیں جن میں سے چند ایک درج ہیں:

باب: ماجاء فی دعاء النبی ﷺ امتہ الی توحید اللہ تبارک وتعالیٰ

باب: قول اللہ تبارک وتعالیٰ قل ادعوا اللہ اودعوا الرحمن ایا ما

تدعوا فله الاسماء الحسنیٰ

باب: قول اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا وان اللہ عنده علم الساعة.

باب: السؤال باسماء اللہ تعالیٰ والاستعاذۃ بها

باب: قول اللہ تعالیٰ کل شیء ہالک الا وجہہ

باب: وكان عرشہ علی الماء وهو رب العرش العظیم

باب: قول اللہ تعالیٰ وجہہ یومئذ ناظرۃ الی ربہا ناظرۃ

باب: قول اللہ تعالیٰ ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا

باب: ماجاء فی تخلیق السموات والارض وغیرہا من الخلاق

هو فعل الرب تبارک وتعالیٰ وامرہ فالرب بصفاته وفعله

وامره' وهو الخالق المكون غير مخلوق' وما كان بفعله وامره  
وتخليقه وتكوينه فهو مفعول مخلوق مكون.

باب: قول الله تعالى قل لو كان البحر مدداً لكلمات ربى لنفد  
البحر قبل ان تنفذ كلمات ربى ولو جئنا بمثله مدداً  
باب: فى المشية والارادة .

باب: قول الله تعالى ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له حتى  
اذا فرغ عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق وهو العلى  
الكبير، ولم يقل ماذا خلق ربكم وقال جل ذكره من الذى  
يشفع عنده الا باذنه .

باب: قول الله تعالى انزله بعلمه والملائكة يشهدون  
باب: قوله وكلم الله موسى تكليماً  
باب: ذكر الله بالامر وذكر العباد بالدعاء والتضرع والرسالة  
والابلاغ  
www.pdfbooksfree.pk

باب: قول الله تعالى فلا تجعلوا الله انداداً  
باب: قول الله تعالى كل يوم هو فى شان  
باب: قول الله تعالى والله خلقكم وما تعملون انا كل شى خلقناه  
بقدر

باب: قول الله ونضع الموازين بالقسط' وغيرها من الابواب.

جن میں توحید کے اہم مسائل بیان کرنے کے ساتھ امام ہمام فرق باطلہ کی  
اجمالاً تردید کر گئے ہیں۔ اسی طرح امام موصوف نے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی  
جو ”خلق افعال العباد“ کے نام سے معروف ہے۔ اس میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

﴿ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللَّهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ لِقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ  
وَجَلَّ: إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

عقیدہ توحید  
اور  
قلوب و شہادت  
کی حیثیت

اَسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُعْشِی الْاَیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهُ حَیْثُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ  
وَالنَّجْمُ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِہ۔ ﴿ (الاعراف: ۵۴)

”ابو عبد اللہ یعنی موصوف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی رو سے  
قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔ ”در حقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے  
جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ  
افروز ہوا، جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا  
چلا آتا ہے۔ جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کئے سب اس کے فرمان  
کے تابع ہیں۔“

فَبَیِّنَ اِنَّ الْعَالَمَیْنَ وَالطَّلَبَ وَالْحَثِیْثَ وَالْمُسَخَّرَاتِ بِاَمْرِہ ثُمَّ شَرَحَ فَقَالَ  
اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ فَتَبَارَكَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ۔

پس اس سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ جو چیزیں اس آیت میں مذکور ہیں اور وہ  
جس خدمت پر مامور ہیں وہ سب اللہ کے حکم سے ہیں پھر تشریح کی اور فرمایا:  
﴿اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ فَتَبَارَكَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ۔﴾  
ایک مقام پر لکھتے ہیں:

باب: مَا كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَسْتَعِیْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ لَا بِکَلَامٍ غَیْرِہ وَقَالَ  
نَعِیْم: لَا یَسْتَعَاذُ بِالْمَخْلُوقِ وَلَا بِکَلَامِ الْعِبَادِ الْحَنِّ وَالْاِنْسِ وَالْمَلَائِکَةِ  
وَفِیْ هَذَا دَلِیْلٌ اَنَّ کَلَامَ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوقٍ وَاَنَّ سِوَاہُ خَلْقٍ ۔ آہ  
'باب اس حقیقت کے بیان میں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے کلام سے پناہ  
مانگتے تھے، نہ کسی اور کے کلام سے نعيم کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نہ مخلوق  
سے پناہ طلب کرتے تھے، نہ جن اور انسان کے کلام سے نہ فرشتوں سے  
یہ چیز اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے اور جو اس کے  
علاوہ ہے وہ مخلوق ہے۔“

اس طرح دوسرے ائمہ دین نے بھی اپنی اپنی تصنیفات میں توحید کو واضح فرمایا،

امام الائمتہ قدوۃ السنیہ داعی الی الحق، قاصع البدعۃ، الصابر فی المہینۃ، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المتوفی ۲۴۱ھ کی ”کتاب السنۃ“ اور ”کتاب الرد علی الجہمیۃ“ اکثر کتابوں کی ماخذ و منبع ہیں اور آپ ہی کی زبانی و قلمی محنت و جہاد سے عقیدہ اہل الحق اجاگر ہوا اور حق و باطل میں تمیز ہوئی۔

امام اہل الحدیث علی بن المدینی شیخ البخاری کا قول مشہور ہے

ان اللہ عز وجل اعزّ الدین برجلین لیس لہما ثالث بآبی بکر بن الصدیق  
یوم الردۃ و احمد بن حنبل یوم المہینۃ۔

”اللہ عز وجل نے دو آدمیوں سے دین کو عزت بخشی، اس میں کوئی تیسرا شامل نہیں ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جنگ یمامہ کے دن جو اہل ردہ سے لڑی گئی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ان کے امتحان و آزمائش کے موقع پر جو خلق قرآن کے سلسلہ میں ہوا۔“

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْلَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَبَدَّلَ نَفْسَهُ لِمَا بَدَّلَهَا لَهُ لَذَهَبَ الْإِسْلَامُ۔ (مناقب

احمد لابن جوزی صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۶)

”اگر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نہ ہوتے اور اپنے آپ کو میدان میں نہ لے آتے جس طرح کہ لے آئے تو اسلام رخصت ہو جاتا۔“

بلکہ امام موصوف کے ساتھ محبت و بغض ہی اہل السنۃ و اہل البدعۃ میں پہچان کا اصل پیمانہ ہے۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَأَعْلَمُ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ

ابو جعفر الفلاس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَفْقَهُ فِي أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَأَعْلَمُ أَنَّهُ مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ (نقدمة

المعرفة لكتاب الجرح والتعديل: ۳۰۸)

عقیدۃ توحید  
اور  
قللۃ و کثرت  
کی وضاحت

”جب تو دیکھے کہ کوئی شخص امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ پر تنقید کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ گمراہ اور بدعتی ہے۔“

آپ کے بعد متعدد علمائے دین نے کتابیں تالیف فرمائیں آپ کے صاحبزادہ ابو عبد الرحمن عبد اللہ المتوفی ۲۹۰ھ نے ”کتاب السنۃ“ لکھی جس میں اپنے والد بزرگوار کے علاوہ متقدمین و متاخرین ائمہ کے اقوال جمع کئے ہیں اور آیات، احادیث، اور آثار سے توحید کے مسائل بیان کئے ہیں، مشرکین اور اہل بدعت کی خوب تردید فرمائی ہے۔ نیز آپ کی دوسری ”کتاب الرد علی الجہمیہ“ بھی ہے۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی شیخ البخاری المتوفی ۲۱۹ھ نے رسالہ اصول السنۃ لکھا۔

امام ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی المتوفی ۲۲۴ھ نے ”کتاب الایمان و معاملہ و سننہ و استکمالہ و در جائتہ“ مرتب کی جس کو احادیث و آثار کے علاوہ اپنے فاضلانہ کلام و تحقیق انیق سے مزین کیا۔

امام ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم العسکری المتوفی ۲۳۵ھ نے ”کتاب الایمان“ لکھی جس میں احادیث و آثار مع اسانید کے مروی ہیں۔

امام ابو بکر بن الاثرم احمد بن محمد بن ہانی الطائی الاسکانی المتوفی ۲۶۰ھ نے کتاب ”السنۃ“ لکھی۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث البجستانی المتوفی ۲۷۵ھ نے ”کتاب القدر“ لکھی۔

امام ابن قتبہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری المتوفی ۲۷۶ھ کی کتاب ”تاویل مختلف الحدیث“ قابل دید ہے ان کی ایک اور کتاب ”الاختلاف فی اللفظ و الرد علی الجہمیۃ المشبہ“ بھی ہے۔

امام ابو حاتم محمد بن ادريس الرازی الحنظلی المتوفی ۲۷۷ھ نے بھی اس پر کتاب لکھی۔

امام محمد بن نصر المروزی المتوفی ۲۹۴ھ نے ”کتاب السنۃ“ تصنیف فرمائی۔

امام عثمان بن سعید الدارمی المتوفی ۲۸۰ھ نے کتاب ”الرد علی الجمیہ“ لکھی، مقدمہ میں صفات الہیہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَیْهَذَا الرَّبُّ نُؤْمِنُ وَآيَاهُ نَعْبُدُ وَلَهُ وَنُصَلِّي وَنَسْجُدُ فَمَنْ قَصَدَ بَعِبَادَتِهِ إِلَى إِلَهِ بِخِلَافِ هَذِهِ الصِّفَاتِ فَإِنَّهُمَا يَعْْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ وَلَيْسَ مَعْبُودُهُ بِإِلَهِ كَفَرَانَهُ لَا غَفَرَ أَنَّهُ، آه

”پس یہی وہ پروردگار ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور اسی کے حضور سر بسجود ہو جاتے ہیں، جو شخص اس کے علاوہ کسی ایسی ہستی کی عبادت کرے، جو ان صفات سے محروم ہو تو وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اس کا معبود اللہ نہیں ہے اس کا انکاری ہے اور اس کے لئے استغفار نہیں ہے۔“

ان کی دوسری کتاب ”الرد علی بشر الریسی“ ہے یہ دونوں کتابیں ابواب و عناوین پر مشتمل ہیں۔

امام ابو بکر بن ابی عاصم احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی الاصبہانی المتوفی ۲۸۷ھ نے ”کتاب السنۃ“ کو ابواب و تراجم کی ترتیب سے جمع کی۔  
امام ابو جعفر محمد بن عثمان بن محمد بن ابی شیبہ العباسی الکوفی المتوفی ۲۹۷ھ نے ”کتاب العرش“ لکھی۔

## چوتھی صدی ہجری

امام المفسرین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۲۰ھ نے کتاب ”السنۃ والرد علی الایہواء“ تصنیف فرمائی۔

امام ابو بکر بن خزیمہ محمد بن اسحاق السلمی النیسابوری المتوفی ۳۱۱ھ نے ”کتاب التوحید“ مشتمل بر ابواب جمع کی، اور ان میں آیات و احادیث کو جمع کیا اور اہل بدعت

کی تفصیل سے تردید کی، ایک ترجمۃ الباب میں فرماتے ہیں:

باب ذكر الدليل على ان النبي ﷺ انما اراد بالكبائر في هذا  
الموضع ما هو دون الشرك من الذنوب، الخ-

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

باب ذكر البيان ان النبي ﷺ يشفع للشاهد لله بالتوحيد الموحّد لله  
بلسانه اذا كان مخلصاً مصداقاً بذلك بقلبه لا لمن يكون شهادته  
بذلك منفردة عن تصديق القلب۔ الخ

باب اس تذکرہ کے سلسلہ میں کہ رسول اللہ ﷺ اس شخص کی شفاعت  
فرمائیں گے جو اخلاص کے ساتھ اور دل کی تصدیق کے ساتھ اللہ کی توحید  
کی شہادت دیتا اور زبان سے اللہ کو ایک قرار دیتا ہے لیکن اس شخص کی  
شفاعت نہیں کریں گے جس کی شہادت تصدیق قلب سے خالی ہو۔

امام موصوف نے ایک اور چھوٹی سی کتاب تصنیف کی وہ بھی ”کتاب التوحید“ کے  
نام سے موسوم ہے اس کتاب کے بارے میں مقدمہ میں لکھتے ہیں:

لا يدرك طالب السنة والجماعة هذا المذهب الواحد حتى يتعلم هذا  
الكتاب ويحفظه حفظاً، الخ۔

سنت وجماعت کا طلبگار اس وقت تک اس واحد و منفرد مذہب کا پوری طرح  
ادراک نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کتاب کا علم حاصل نہ کر لے اور اس کو ذہنی  
و فکری طور پر اچھی طرح حفظ نہ کر لے۔ اس کتاب میں خاص خاص عنوان یہ ہیں:

باب: تفسیر التوحید	باب: تفسیر الدین
باب: تفسیر الایمان	باب: تفسیر الاسلام
باب: تفسیر السنة والجماعة	باب: تفسیر البدعة

۱ یعنی حدیث الشفاعۃ لاهل الکبائر

۲ یعنی فرقہ ناجیہ کا مذہب جو تہتر فرقوں سے الگ ہے۔

باب: تفسیر القدر	باب: تفسیر الارزاء
باب: تفسیر الاعتزال وصفۃ المعتزلة	باب: تفسیر الرافض وصفۃ الروافض
باب: تفسیر الجہم	باب: تفسیر الزندقۃ
باب: تفسیر المعرفة	باب: اصل التوکل
باب: اصل التوکل	باب: اصل الشک
باب: تفسیر العمل وصفۃ العالمین	باب: تفسیر الذکر
باب: اصل المعصیۃ	باب: تفسیر الکفر
باب: تفسیر النفاق	باب: اصل الفسق
باب: تفسیر التقویٰ	باب: تفسیر الریاء
باب: تفسیر البواء	

امام ابو بکر بن ابی داؤد عبد اللہ بن سلیمان الجستانی المتوفی ۳۱۶ھ کی ”کتاب البعث“ معروف ہے۔ عقیدہ کے بارے میں ان کا ایک قصیدہ بھی اہل علم کے ہاں متداول ہے۔

امام ابوالحسن علی بن اسماعیل بن ابی بشر الاشعری المتوفی ۳۲۴ھ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ مجملہ ان کی کتاب ”الابانۃ فی اصول الدیانۃ“ اور ”مقالات الاسلامیین فی اختلاف المصلیین“ مشہور ہیں۔

امام ابوالحسن علی بن مہدی الکسروی الاصفہانی المتوفی ۳۳۰ھ نے ”تاویل الاحادیث المشکلات الواردة فی الصفات“ تصنیف کی۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی المتوفی ۳۶۰ھ نے ”کتاب السنۃ“ تصنیف کی۔

امام ابوالشیخ ابو محمد بن حیان عبد اللہ بن محمد بن جعفر الاصبہانی المتوفی ۳۶۹ھ نے ”کتاب العظمۃ“ و ”کتاب السنۃ“ وغیرہ لکھیں۔

عقیدہ توحید  
اور  
تلاویح و  
کی غنائ

امام ابو بکر الاسلمی احمد بن ابراہیم بن اسماعیل الجرجانی المتوفی ۳۷۵ھ نے  
”اعتقاد اہل السنة“ لکھی۔

امام ابن مندہ ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق ابن محمد یحییٰ العبدی الاصبہانی المتوفی  
۳۹۵ھ نے کتاب الایمان ابواب کے مطابق مرتب فرمائی۔ نیز ان کی تصنیفات  
”کتاب التوحید“ اور ”کتاب الصفات“ مشہور و معروف ہیں۔

امام ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب الخطابی البستی المتوفی ۳۸۸ھ نے  
”کتاب الغنیۃ عن الکلام و احلہ“ تصنیف فرمائی۔

امام ابو احمد العسال محمد بن احمد بن ابراہیم بن سلیمان الاصبہانی المتوفی ۳۴۹ھ نے  
کتاب ”المعرفۃ فی السنة“، ”کتاب الرویۃ“، ”کتاب الصفات“ وغیرہ تصنیف کیں۔  
امام الناقذین ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنی المتوفی ۳۸۵ھ کی تصنیفات ”کتاب  
الرویۃ“ اور ”کتاب الصفات“ معروف ہیں۔

امام ابن شاین ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان ابن احمد البغدادی المتوفی ۳۸۵ھ نے  
کتاب ”السنة“ تالیف کی۔

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ البغدادی الاجری المتوفی ۳۶۰ھ نے ”کتاب  
الشریعۃ“ ابواب پر مرتب کی۔

امام ابو الحسین محمد بن احمد بن عبد الرحمن المملطی المتوفی ۳۷۷ھ نے ”کتاب التنبیہ  
والرد علی اہل البواء والبدع“ لکھی۔

## پانچویں صدی ہجری

امام ابن فورک ابو بکر محمد بن الحسن المتوفی ۴۰۶ھ نے ایک سو کے قریب کتابیں  
تحریر کیں۔ جن میں کئی توحید اور عقائد پر مشتمل ہیں۔

امام الباقلائی ابو بکر محمد بن طیب البصری المتوفی ۴۰۳ھ نے الابانۃ کے نام سے

کتاب لکھی۔

امام ابو القاسم الملا کاکائی بہتہ اللہ بن الحسن الطبری المتوفی ۴۱۸ھ نے ”شرح اعتقاد اہل السنہ“ کے نام سے ایک ضخیم کتاب رقم کی۔ جس میں روایات اقوال و اسانید کے ساتھ مروی ہیں۔

امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ نے ”کتاب الاعتقاد“ تالیف فرمائی۔

امام ابو زکریا یحییٰ بن ابراہیم السلماسی الواعظ المتوفی ۴۲۲ھ نے بھی اس پر ایک رسالہ لکھا۔

امام ابو عمرو الطلمنکی احمد بن محمد بن عبد اللہ الاندلسی المتوفی ۴۲۹ھ کی ”کتاب الوصول الی معرفۃ الاصول“ مشہور و معروف ہے۔

امام ابو نصر السجری عبید اللہ بن سعید الوائلی المتوفی ۴۴۴ھ نے ”کتاب الابانۃ“ لکھی۔

امام ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی المتوفی ۴۴۴ھ نے ”کتاب الارجوزۃ فی عقود الدیانۃ“ تحریر کی۔

امام ابو عثمان الصابونی اسماعیل بن عبد الرحمن النیسابوری المتوفی ۴۴۹ھ کا رسالہ المعروف بہ ”عقیدۃ السلف و اصحاب الحدیث“ قابل قدر ہے۔ اس رسالے میں فرماتے ہیں:

اصحاب الحدیث حفظ اللہ احيائهم ورحم امواتهم يشهدون للہ تعالیٰ بالوحدانية وللرسول ﷺ وبالرسالة والنبوة ويعرفون ربهم بصفاته التي نطق بها وحیه وتنزيله او شهد له بها رسوله ﷺ علی ما وردت الاخبار الصحاح به ونقلته العدول الثقات عنه ويثبتون له جل جلاله ما اثبت لنفسه فی كتابه وعلی لسان رسوله ﷺ ولا يعتقدون تشبيهاً لصفاته بصفات خلقه۔

عقیدۃ التوحید  
اور  
عقائد اہل سنت  
کی وضاحت

”محدثین کرام جو زندہ ہیں اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور جو فوت ہو چکے ہیں ان پر رحم کرے وہ اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت کی شہادت دیتے ہیں وہ اپنے رب کی ان صفات کا اقرار کرتے ہیں، جو وحی و تنزیل کا منطوق ہیں یا جن کی شہادت رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں دی۔ آپ سے عدول اور ثقات راویوں کے ذریعے مروی ہیں، وہ اس جل جلالہ کے لئے ان ہی صفات کا اقرار کرتے ہیں جو اس نے خود اپنے لئے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے بیان فرمائی ہیں، وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ اس کی صفات کو اس کی مخلوق کی صفات سے تشبیہ دیں۔“

امام ابو بکر البیہقی احمد بن الحسین بن علی الخضر و جردی المتوفی ۴۵۸ھ کی:

(۱) کتاب الاسماء والصفات ،

(۲) کتاب الاعتقاد علی مذهب السلف اهل السنة والجماعة

(۳) کتاب المعتقد

کی شہرہ آفاق تصانیف ہیں۔

امام ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید الاندلسی المتوفی ۴۵۶ھ کی معرکتہ الآراء کتاب ”کتاب الفصل فی الملل والاهواء والنحل“ اہل علم سے مخفی نہیں ہے۔

امام ابو یعلیٰ محمد بن الحسین بن الفراء البغدادی المتوفی ۴۵۸ھ نے کتاب ”ابطال التاویل“ تالیف فرمائی۔

شیخ الاسلام ابواسامعیل عبد اللہ بن محمد الانصاری الہروی المتوفی ۴۸۱ھ نے ”کتاب ذم الکلام واحلہ“ اور ”کتاب الصفات“ تحریر کیں۔ اس صدی میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ائمہ گزرے ہیں جنہوں نے عقائد کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں۔ وہ ماہ علم جنود ربک الا ہو۔

## چھٹی صدی ہجری

امام ابو الحسن محمد بن عبد الملک بن محمد بن عمر بن ابی طالب انکرجی المتوفی ۵۳۲ھ گزرے ہیں جنہوں نے عقائد کو ایک قصیدہ میں جمع کیا ہے جو دو سو بیت سے زیادہ ہے۔

امام سید ابو محمد عبد القادر بن موسیٰ بن عبد اللہ البجلیانی المتوفی ۵۶۱ھ کی کتاب ”غنیۃ الطالبین“ مشہور و معروف ہے، آپ نے جاہجا توحید و عقائد کے مسائل بیان کئے ہیں اور مشرکین و مبتدعین کے فاسد عقائد کا سختی سے رد کیا ہے۔

امام ابو الفرج جمال الدین ابن الجوزی عبد الرحمن ابن ابی الحسن علی بن محمد القرشی القیمی البکری، البغدادی المتوفی ۵۹۷ھ نے کئی کتابیں تصنیف کیں مثلاً ”تلبیس ابلیس“ دفع شہیۃ التشبیہ“ وغیرہ۔

امام قوام السنۃ ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن فضل القرشی القیمی الطنجی الاصبہانی المتوفی ۵۳۵ھ نے ”کتاب السنۃ“ اور ”سیرت السلف“ تصنیف فرمائی۔

امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الطوسی الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ کی کتاب الجام العوام عن علم الکلام، شرح اسماء الحسنی، الرد علی الباطنیۃ، الاعتقاد فی غیرہ قابل مطالعہ ہیں۔

امام محدث شام ابن عساکر ابو القاسم علی بن حسن ابن ہبۃ اللہ الدمشقی المتوفی ۵۷۵ھ نے کئی کتابیں لکھیں، مثلاً تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الامام ابی الحسن الاشعری، تبیان الوہم والتخلیط فی حدیث الاطیط، مجلس فی نفی التشبیہ، مجلس فی التنزیہ، ذم الرافضۃ وغیرہ۔

قاضی ابو الحسن بن الفراء محمد بن ابی یعلیٰ محمد بن الحسین البغدادی المتوفی ۵۲۶ھ نے ایضاح الدلالة فی الرد علی الفرق الضالۃ المضلۃ اور الرد علی زائغی الاعتقادات فی منعہم من سماع الآیات لکھیں۔

شیخ ابن الزاغوانی ابوالحسن علی بن عبید اللہ بن نصر بن السری المتوفی ۵۲۷ھ نے کتاب ”الایضاح فی اصول الدین“ لکھی۔

شیخ ابوالحسین الکرجی محمد بن عبد الملک بن محمد بن عمر الفقیہ المتوفی ۵۳۲ھ ”فی اعتقاد الائمة الضحول“ تصنیف کی۔

شرف الاسلام شیخ عبد الوہاب بن ابی الفرج عبد الواحد بن محمد الشیرازی الدمشقی المتوفی ۵۳۶ھ نے ”کتاب البرہان فی اصول الدین“ لکھی۔

شیخ ابو الخیر رضی الدین احمد بن اسماعیل بن یوسف الطالقانی المتوفی ۵۹۰ھ نے حلیہ اور جمیہ کے رد میں کتاب ”التبیین فی مسائل القرآن“ تصنیف فرمائی۔

علامہ شیخ ابو بکر محمد بن الولید بن محمد الطرطوسی المتوفی ۵۲۰ھ نے کتاب البدع والحوادث لکھی۔

## ساتویں صدی ہجری

امام موفق الدین ابن قدامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد ابن محمد المقدسی الجماعی المتوفی ۶۲۰ھ نے کئی کتب تصنیف کیں۔ مثلاً:

① البرہان فی مسئلہ القرآن ② الاعتقاد

③ مسئلہ العلو ④ ذم التاویل

⑤ کتاب القدر ⑥ تحریم النظر فی کتب اہل الکلام وغیرہ

امام الضیاء المقدسی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد السعدی الصالحی المتوفی ۶۳۳ھ نے ”کتاب الالہیات“ لکھی۔

امام ابو شامہ المقدسی عبد الرحمن بن اسماعیل بن ابراہیم المتوفی ۶۶۵ھ کی کتب ”ضوء الساری الی معرفۃ رؤیۃ الباری“ اور ”الباعث علی انکار البدع والحوادث“ معروف ہیں۔

امام فخر الدین الرازی ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین القرشی الطبرستانی المتوفی

۶۰۶ھ کی کتابیں ”اقسام الذات“، ”الاربعین فی اصول الدین“ کتاب ”الملل والنحل“، ”کتاب المعالم فی اصول الدین“ قابل ذکر ہیں۔

شیخ کمال الدین ابو الحسن علی بن محمد بن محمد ابن وضاح البغدادی الفقیہ الزاہد المتوفی ۶۷۲ھ نے ”کتاب الدلیل الواضح فی اقتضاء نبج السلف الصالح“ اور ”کتاب الرد علی اہل الالحاد“ لکھی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی الانصاری المفسر المتوفی ۷۷۱ھ نے شرح اسماء اللہ الحسنی“ لکھی۔

شیخ نجم الدین ابو عبد اللہ احمد بن حمدان بن شعیب بن حمدان النیرانی الفقیہ المتوفی ۶۹۵ھ نے ”مقدمہ فی اصول الدین“ لکھی۔

شیخ شرف الدین ابو احمد داؤد بن عبد اللہ بن کوشار الجبلی البغدادی المتوفی ۶۹۰ھ نے ”تحریر الدلائل“ لکھی۔

## آٹھویں صدی ہجری

ایک طرف جہاں اندھی تقلید کی وجہ سے علم کی کمی واقع ہوئی اور نصوص قرآن و حدیث سے لوگ دور چلے گئے تھے تو دوسری طرف فلسفہ یونان نے اپنا تسلط جمار کھا تھا اور قرآن و حدیث کے بجائے منطق، رائے اور قیاس کا دور دورہ تھا شہر بغداد جو علم کا مخزن اور گہوارہ تھا اور اس کا کوئی کوچہ محدث اور داعی الی اللہ سے خالی نہ تھا، اسی بناء پر یہ شہر ”مدینۃ السلام“ کے نام سے مشہور ہوا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے یونس بن عبد الاعلیٰ سے کہا: ”تو کبھی بغداد شہر میں داخل ہوا ہے؟“ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا:

مارأیت الدنیا (تاریخ بغداد ج ۱، ص ۴۰)

”تو نے ابھی تک دنیا نہیں دیکھی۔“

وہاں حنفیہ و شافعیہ کے اختلافات اور جا بجا مناظروں نے تاتاریوں کے لئے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے دروازہ کھول دیا۔ اس پر آشوب اور کٹھن دور میں اللہ تعالیٰ

نے مرد مجاہد متقی صابر امام العلماء استاذ الاساتذہ مجدد مفسر القرآن شیخ الاسلام مرجع الاعلام ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ الحرانی التتوی ۷۲۸ھ کو پیدا کیا، آپ تمام صفات حسنہ سے متصف تھے حتیٰ کہ شیخ تقی الدین سبکی جو ان کے سخت ترین مخالفین میں سے تھے یہ اعتراف کرتے ہیں:

جمع الله له من الورع والزهادة والديانة ونصرة الحق والقيام فيه لا لغرض سواه وجربه على سنن السلف واخذه من ذلك بالماخذ الاوفى و غرابة مثله في هذا الزمان بل من ازمان۔ (القول الجلی فی ترجمۃ الشیخ تقی الدین بن تیمیۃ الحنبلی للسید صفی الدین الحنفی البخاری لعماد الدین ص: ۴)

”اللہ نے ان میں ورع و تقویٰ، زہد، دیانت، نصرت حق اور اس پر قیام، پوری طرح جمع کر دیا تھا، اس کے علاوہ ان میں اور کوئی غرض نہ تھی اللہ نے ان کو طریق سلف پر گامزن فرمایا اور ان سے بہترین کام لیا، اس زمانے میں ان کو انفرادیت بخشی بلکہ کہنا چاہئے کہ تمام زمانوں میں انہیں منفرد کیا۔“ اسی طرح جمیع علوم دینیہ میں امام موصوف اپنی نظیر آپ تھے جس فن میں دیکھے معلوم ہو گا شاید آپ کو اسکے علاوہ کسی دوسرے فن میں مہارت نہیں ہے حافظ ابن سید الناس رحمہ اللہ آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فالفقیہ ممن ادرك من العلوم حظاً وكاد يستوعب السنن والآثار حفظاً ان تکلم فی التفسیر فهو حامل رایتہ او افتی فی الفقہ فهو مدرک غایتہ او ذاکر بالحديث فهو صاحب علمہ وذو روائتہ ، او حاضر بالملل والنحل لم یرا وسع من نحلته فی ذالک ولا ارفع من درایتہ برزفی کل فن علی ابناء جنسہ ولم ترعین من راه مثله ولا رأی عینہ مثل نفسه ، کان یتکلم فی التفسیر فیحضر مجلسه الحم الغفیر ویردون من بحر علمه العذب النمیر، ویرتعون من ربیع فضله

فی روضة وغدير الی آخر مقال (الکواکب الدریة فی مناقب الامام ابن تیمیہ للشیخ مرعسی بن یوسف الکریمی ص: ۵)

”دیگر علوم سے بھی بہرہ مند تھے اور جنہوں نے سنن و آثار کا احاطہ کر لیا تھا اور یہ سب علوم ان کو حفظ تھے اگر آپ ان سے تفسیر کے موضوع پر بات کریں تو وہ اس کا بھی پرچم اٹھائے ہوئے دکھائی دیں گے اگر فقہ سے متعلق فتویٰ دیں گے تو اس کے بارے میں معلومات کی آخری سرحد پر کھڑے نظر آئیں گے، اگر علم حدیث پر گفتگو ہوگی تو معلوم ہوگا کہ وہ اس پر بھی حاوی اور صاحب روایت ہیں ملل و فحل کے بارے میں بات کی جائے تو اس سلسلہ میں بھی آپ عقل و درایت میں کسی کو ان سے بڑھا ہوا اور وسیع المعلومات نہیں پائیں گے ہر فن اور ہر علم میں اپنے ابناء جنس سے ممتاز ہیں۔ کسی آنکھ نے ان کی مانند کسی دوسرے کو نہیں دیکھا اور نہ خود ان کی آنکھ نے اپنے جیسا کسی اور کو دیکھا، تفسیر میں بات کرتے تو ان کی مجلس میں لوگوں کا جم غفیر جمع ہو جاتا اور ان کے علم کے شیریں اور خالص دریا سے اپنی پیاس بجھاتے اور ان کے بہار آسباغ کی شمیم آرائیوں سے استفادہ کرتے تھے۔“

مندرجہ ذیل بالا صفات کا حامل انسان ہی مجدد ہو سکتا ہے۔

شیخ علامہ زماکانی جو سب سے زیادہ شیخ الاسلام کے ساتھ ضد اور تعصب رکھتے تھے وہ آپ کی تعریف میں رقم طراز ہیں:

لقد اعطی ابن تیمیة الید الطولی فی حسن التصنیف وجودة العبارة والترتیب والتقسیم والتبیین وقد الان الله له العلوم کما الان لداؤد الحديد کان اذا سئل عن فن من العلم ظن الرائی والسماع انه لا یعرف غیر ذالك الفن وحکم ان احدا لا یعرفه مثله وکان الفقهاء من سائر الطوائف اذا جلسوا معه استفادوا فی مذاہبهم منه ما لم یکنوا عرفوه قبل ذلك ولا یعرف انه ناظر احدا فانقطع منه ولا تکلم

عقیدہ توحید  
اور  
تعالیٰ علی  
کی عبادت

فی علم من العلوم سواء كان من علوم الشرع او غيرها آلا فاق فيه  
اهله والمنسوبين اليه - الخ (الكواكب الدرية ص: ٦)

”ابن تیمیہ کو اللہ نے حسن ترتیب، عبارت کی عمدگی و ترتیب موضوع کی تقسیم اور اپنے مدعا کی وضاحت میں ید طولی سے نوازا تھا۔ اللہ نے اسی طرح ان کے لئے علوم کو مسخر کر دیا تھا جس طرح کہ حضرت داؤد کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا جب ان سے علم کے کسی گوشے کے متعلق سوال کیا جاتا تو دیکھنے اور سننے والا یہی سمجھتا کہ اس فن کے سوا وہ اور کسی فن کے بارے میں معلومات نہیں رکھتے اور یہ فیصلہ کرتا کہ ان کی طرح اور کوئی شخص اس فن سے آگاہی نہیں رکھتا۔ ہر مکتب فکر کے فقہاء جب ان کے پاس بیٹھتے تو اپنے مذاہب فقہیہ کے بارے میں ان سے استفادہ کرتے اور وہ کچھ حاصل کرتے جن سے وہ اس سے قبل آگاہ نہ تھے یہ بھی معلوم نہیں کہ انہوں نے کبھی کسی سے مناظرہ کیا ہو اور پھر اس سے شکست کھا گئے ہوں، انہوں نے جب بھی کسی علم کے بارے میں وہ علم شرعی ہو یا غیر شرعی کسی عالم سے گفتگو کی، اس سے فوقیت لے گئے اور ان علوم کے ماہرین پر فتح حاصل کی۔“

انہوں نے زبان، قلم اور تلوار سے جہاد فی سبیل اللہ کیا اور کئی جگہ سے شریک نشانات مٹائے، غیر اللہ کی پرستش کے اڑے گرائے اور توحید و عقائد پر کئی کتابیں تحریر فرمائیں۔ مثلاً:

(۱) الواسطیہ (۲) التدمیریہ

(۳) الحمویہ (۴) الاصفہانیہ

(۵) التوسل والوسیلہ (۶) کتاب الایمان

(۷) کتاب النوات (۸) الرد علی الاخنائی والبکری

(۹) الجواب الصحیح لمن بدل (۱۰) منهاج السنۃ النبویۃ فی نقص

کلام الشیعۃ و القدریۃ دین المسیح

جن سے اہل اسلام کو قوت ملی، اہل توحید اور سلفی عقائد کے لوگوں کی ہمتیں عود کر آئیں اہل بدعت کی ہمتیں پست ہوئیں، ان کی بنائی ہوئی عمارتیں بنیادوں سے اکھڑنے لگیں اور خود ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی اہل حق کے مرجع بنے۔ کئی مناظرے ہوئے، آپ کو کئی تکلیفیں دی گئیں اور بار بار جیل اور پابندی کی تکلیف برداشت کرنا پڑی، بالآخر جیل ہی سے آپ کی لاش مبارک نکالی گئی، آپ ان سب تکلیفوں کو صبر و اسقامت اور خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرتے رہے۔ اپنے دینی معمولات اور دعوت فکرو عمل میں فرق نہ آنے دیا۔ آپ کے حلقہ علمی سے کئی ایسی شخصیتیں وجود میں آئیں جن میں سے ہر ایک بذات خود علم کا بحر بے کراں، عمل کا کامل مجسمہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا مسلح سپاہی تھا آپ کے خصوصی تلامذہ اور حلقہ نشینوں میں امام ابن قیم شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب الزرعی الدمشقی المتوفی ۷۵۱ھ ہیں جن کے قلم سیال نے وقت کے بڑے بڑے اہل قلم کو حیران کر دیا، عقائد میں ان کی کئی کتابیں معروف ہیں مثلاً:

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY  
www.pdfbooksfree.pk

(۱) الکافیۃ الشافیۃ فی انتصار الفرقۃ الناجیۃ

(جو قصیدہ نونیہ کے نام سے مشہور ہے)

(۲) الصواعق المرسلۃ علی الفرقۃ الجہمیۃ المعطلۃ

(۳) اجتماع الجیوش الاسلامیہ

(۴) شرح الاسماء الحسنی

(۵) اغاثۃ اللفہان فی مصائد الشیطان

(۶) ہدایۃ الحیاری فی اجوبۃ الیہود والنصارى

عالم نقاد امام الجرح والتعدیل الذہبی ابو عبد اللہ شمس الدین بن محمد بن احمد بن عثمان الترکمانی الدمشقی المتوفی ۷۸۵ھ انہوں نے بھی کئی کتب تحریر فرمائیں مثلاً:

(۱) کتاب العلو اللعلی الغفار (۲) کتاب العرش

امام مجتہد رئیس الفقہاء ابن دقیق العید ابو الفتح محمد بن علی بن وہب بن مطیع القشیری المفلوطی المتوفی ۵۰۲ھ نے ”کتاب الاقتراح فی اصول الدین“ تحریر کی۔  
امام فقیہ اصولی شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد البہادی المقدسی المتوفی ۵۶۱ھ نے ”کتاب الصارم المنکئی فی الرد علی السبکی“ تصنیف کی۔

امام المفسرین حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء القرشی البصری ثم الدمشقی المتوفی ۶۴۱ھ نے ”کتاب الفتن والملاحم المعروف بالنبیاء“ تصنیف فرمائی، نیز ان کی دوسری کتاب فضائل القرآن بھی معروف ہے۔  
یہ عظیم ہستیاں اسی بحر عظیم کے سرچشمے ہیں ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ساتھی مصنف گزرے ہیں۔

اسی صدی میں اور بھی بے شمار کتابیں تصنیف ہوئیں جیسے:  
علامہ صفی الدین محمد بن عبد الرحیم بن محمد البہندی الفقیہ المتوفی ۵۱۵ھ نے کتاب العقائد لکھی۔

شیخ ابن الحاج محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المتوفی ۵۳۳ھ ”کتاب المدخل“ لکھ کر اہل بدعت کے رسوم کی پوری طرح مذمت کی، خاص کر قیام مروج اور میلاد اور صلوٰۃ الرغائب وغیرہ پر بحث کی ہے۔

امام ابو جعفر الاندلسی احمد بن ابراہیم بن الزبیر ابن محمد النخوی المتوفی ۵۰۸ھ نے ”کتاب ردع الجاہل عن اعتصاف الجاہل“ لکھی۔

علامہ شہاب الدین احمد بن یحییٰ بن ابی بکر بن عبد الواحد بن ابی جلیۃ التلمسانی المتوفی ۵۷۱ھ نے قصیدہ ابن فارض کے رد میں قصائد نبویہ لکھی۔

علامہ جلال الدین احمد بن یوسف التیزی المتوفی ۹۳۳ھ مسئلہ ”الایمان یزید ونقص“ پر ایک تصنیف معلوم ہوئی ہے۔

شیخ علاء الدین علی بن اسماعیل بن یوسف القنوی المتوفی ۲۹۷ھ نے اہل الحاد کے رد میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ان کے علاوہ اسی صدی میں اور بھی کئی مصنف گزرے ہیں۔

## نویں صدی ہجری

حافظ ابن حجر شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کی تصانیف اس صدی کی یادگار ہیں۔ آپ نے ایک ”کتاب الشمس المنيرة لمعرفة الکبيرة“، لکھی نیز ”تبيين العجب في ما ورد في فضل الرجب“ میں امام موصوف نے ماہ رجب کی بدعتوں پر کاری ضرب لگائی ہے۔

شیخ ابن الھائم ابو العباس احمد بن محمد بن عمار بن علی القرظی المصری ثم الدمشقی المتوفی ۸۱۵ھ نے ”کتاب العقد النفید فی تحقیق کلمة التوحید“ لکھی۔

شیخ سید الھادی بن ابراہیم بن علی الوزیر المتوفی ۸۲۲ھ نے ”کنایہ القانع فی معرفة الصانع اور ”السیوف المرھفات علی من الحد فی الصفات“ وغیرہ لکھیں۔

شیخ سید ابن الوزیر محمد بن ابراہیم بن علی المرتضی الیسانی المتوفی ۸۳۰ھ نے

(۱) ایثار الحق علی الخلق

(۲) ترصیح اسالیب القرآن علی قوانین المبتدعة والیونان

(۳) البرهان القاطع فی اثبات الصانع وغیرہ کتابیں لکھیں۔

شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن نعیم البساطی المتوفی ۸۴۲ھ نے کتاب ”المقدمہ فی اصول الدین“ لکھی۔

امام تقی الدین احمد بن علی المقریزی المتوفی ۸۵۳ھ نے کتاب ”تحریر التوحید المفید“ تصنیف کی۔

شیخ منصور بن الحسین بن الکارزونی المتوفی ۹۰۰ھ نے ”کتاب حجة السفرة البردة المبتدعة الفجرة لکھی۔

حقیقۃ التوحید  
اور  
قائمہ عقائد  
کی بنیاد

شیخ منصور بن الحسن بن علی اکار زونی المتوفی ۹۰۰ھ نے کتاب ”حجۃ السفرۃ البررة“  
 علی المبتدعة الفجرة الکفرة“ لکھی۔

## دسویں صدی ہجری

حافظ شمس الدین السکادی ابو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر القاہری المتوفی  
 ۹۰۲ھ نے ”المقاصد المبارکہ فی الايضاح الہالکۃ“ یادگار چھوڑی ہے۔

حافظ جلال الدین السیوطی ابو لفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن سلیمان  
 المصری المتوفی ۹۱۱ھ نے

(۱) تنزیہ الاعتقاد عن الحلول والاتحاد

(۲) تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغیاء

(۳) ”شرح الکوکب الوفاء فی الاعتقاد“ وغیرہ رسائل لکھی۔

شیخ جمال الدین عمر بن محمد بن المبارک بن عبد اللہ الحمیری الحضرمی المتوفی  
 ۹۳۰ھ نے ”کتاب عقد الدرر فی الایمان بالقضاء والقدر“ لکھی۔

شیخ زین العابدین ابو حفص عمر بن احمد بن علی بن محمود الشماع الحلی المتوفی  
 ۹۳۶ھ نے ”مورد الظمان فی شعب الایمان“ اور ”تنبیہ الوسان الی شعب الایمان“  
 لکھیں۔

شیخ شمس الدین محمد الشامی المتوفی ۹۳۲ھ نے کتاب ”اعظم المنته فیما یغفر اللہ بہ  
 الذنوب ویوجب بہ الجنة“ تحریری کی۔

شیخ عبد العزیز بن عبد الواحد بن محمد موسیٰ المغربی المکناسی المتوفی ۹۶۳ھ نے  
 کتاب ”منج الوصول فی اصول الدین“ لکھی۔

شیخ ابراہیم بن محمد بن ابی بکر بن علی المقدسی القاہری المتوفی ۹۲۳ھ ”عقائد ابن  
 دقیق العید“ پر شرح لکھی۔

شیخ بدر الدین محمد بن محمد بن محمد بن عبد اللہ بدر الغزی المتوفی ۹۸۴ھ نے ”تفسیر آیہ لکھری“ لکھی۔

شیخ محمد بن ابی الوفاء ابن المرقع کمال الدین المتوفی ۹۷۳ھ نے ”کتاب التلوخ بمعانی اسماء اللہ الحسنیٰ الواردة فی الجامع الصحیح“ لکھی۔

## گیارہویں صدی ہجری

الشیخ المحدث احمد بن عبد الرحیم بن محمد الوارثی المغربی المتوفی ۱۰۴۵ھ نے نظم میں عقائد کو بیان کیا۔

شیخ ابوالعباس المقرئ احمد بن محمد بن احمد بن یحییٰ بن عبدالرحمن بن ابی العیش التلمسانی القاہری المتوفی ۱۰۴۱ھ نے ”کتاب اضواء الدجۃ فی اعتقاد اہل السنۃ“ لکھی۔

علامہ ابوالوہابہ عبد الرحمن بن یحییٰ بن مرشد العمری المرشدی المتوفی ۱۰۳۷ھ نے رسالہ ”الجواب المکیں عن مسئلہ ان کان یعذب المشرکین“ لکھا۔ یہ رسالہ فتاویٰ قاضی خان کے ایک مسئلہ کی تردید میں ہے۔ وہ مسئلہ یہ کہ:

”ولو قال ان کان اللہ یعذب المشرکین فامرأتی طالق قالوا انها لا تطلق“

”اگر وہ کہے کہ اللہ نے مشرکوں کو عذاب میں ڈالا تو میری بیوی کو طلاق، اس لفظ سے اسے طلاق واقع نہیں ہوگی۔“

لائق مصنف نے اس کی پر زور تردید فرمائی اور ثابت کیا ہے کہ ایسی حالت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ شرک پر مرنے والے کے لئے عذاب حتمی اور یقینی ہے یہ رسالہ اہل الشرک کے لئے قاصمتہ النظر کی حیثیت رکھتا ہے۔

شیخ ابن عبد البہادی عبد القادر بن بہاؤ الدین بن بہانہ العمری الدمشقی المتوفی ۱۰۱۱ھ نے شرح ”اضواء الدجۃ فی عقائد اہل السنۃ“ لکھی۔

شیخ ابوالحسن علی بن عبد الواحد بن محمد بن عبد اللہ الانصاری السجستانی الجزائری

المتوفی ۱۰۵۵ھ ”جامعۃ الاسرار فی قواعد الاسلام الخمس“ اور ایواقیۃ الثمینیۃ فی العقائد وغیرہ کتب لکھیں۔

شیخ مرعی بن یوسف بن ابی بکر بن احمد المقدسی المتوفی ۱۰۳۳ھ نے چند رسائل تحریر فرمائے جیسے:

- (۱) ارشاد من کان قصده لا اله الا الله وحده
- (۲) اقاویل الثقات فی تاویل الاسماء والصفات والآیات المحکمات
- (۳) تنبیہ الماهر علی غیر الماهر،
- (۴) ما هو المتبادر من الاحادیث الواردة فی الصفات
- (۵) توضیح البرهان فی الفرق بین الاسلام والایمان
- (۶) شفاء الصدور فی زیارة المشاهد القبور

## بارھویں صدی ہجری

شیخ ابوالوقت برہان الدین اسماعیل بن حسن الکلورانی الشہر زوری المتوفی ۱۱۰۱ھ نے

- (۱) قصد السبیل الی توحید الحق الوکیل
- (۲) العقیدۃ الصحیحہ
- (۳) بلغة المسیر الی توحید العلی الكبير
- (۴) مسلک السداد الی مسئلة خلق افعال العباد
- (۵) اتحاف الخلف بتحقیق مذهب السلف

تحریر فرمائے۔

علامہ سید زید بن احمد بن الحسن شیخ مشائخ صنعاء الیمین المتوفی ۱۱۲۳ھ نے تحریر المقال فی خلق الافعال اور ”تنقیح الالباب فی حل عقود الآداب“ اور رسالہ تبیین الفرقۃ الناجیۃ وغیرہ لکھا۔ جس میں اسی فرقہ کو ناجیہ بتلایا ہے جو صحابہ کے طریقے پر ہے۔ وغیرہ لکھیں۔

شیخ خلیل ابو الفتوح الفیومی المتوفی ۱۱۶۰ھ نے فرقہ ضالہ اسماعیلیہ کے رد میں ”کتاب السطوة العدلیہ بالفرقة الاسماعیلیہ“ لکھی۔

شیخ امام محدث محمد بن اسماعیل الامیر الیمانی الصنعانی المتوفی ۱۱۸۲ھ نے تطہیر الاعتقاد عن ادران الحاد لکھی۔

امام الھند شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم الدہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ نے ”البلاغ المبین“ لکھی، آپ کی دوسری کتاب ”تحفۃ الموحّدین“ مشہور ہے۔

شیخ قاسم بن صلاح الدین الخانی الحلی المتوفی ۱۱۰۹ھ نے ”کتاب الجزایہ فی التوحید“ کی شرح لکھی۔

علامہ شیخ ابوالعون شمس الدین محمد بن احمد بن سالم السفارینی النابلسی المتوفی ۱۱۸۸ھ نے توحید کے موضوع پر کئی رسائل تحریر فرمائے مثلاً:

(۱) نتائج الافکار فی شرح حدیث سید الاستغفار۔

(۲) الدرة المضیة فی عقائد الفرقة المرضیة

یہ رسالہ نظم میں ہے پھر اس منظوم رسالہ کی شرح لکھی جس کا نام ”سواطع الآثار الاثریہ بشرح منظومتنا المسماة بالدر المضیة رکھا۔

نیز علامہ موصوف نے تہتر فرقوں کے بیان میں ایک مفصل رسالہ بھی تصنیف فرمایا تھا۔

امام محدث شیخ محمد حیات السندی المتوفی ۱۱۶۳ھ نے ”المقدمة فی العقائد“ لکھا۔ علامہ شیخ حسین بن مہدی النعمانی المتوفی ۱۱۷۱ھ ”معارض الالباب فی مناقج الحق والصواب“ لکھی۔

شیخ حسن بن عبد اللہ الحشنی المتوفی ۱۱۹۰ھ نے ”تحریر المقال فی خلق الافعال“ اور ”تنقیح الالباب فی حل عقود الآداب“ وغیرہ لکھیں۔

## تیرھویں صدی ہجری

قاضی احمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن حسین المجاہد الصنعانی المتوفی ۲۸۱ھ نے ”کتاب اصول الدین“ اور ”نیل المئے فی شرح اسماء اللہ الحسنی“ لکھیں۔

علامہ الشریف حسن بن خالد بن عزالدین الحازمی الہامی المتوفی ۲۲۴ھ نے ”قوة القلوب بمصلحة توحيد علام الغيوب“ لکھی، جس میں توحید کے دلائل بیاں کئے اور مشرکین کی رسومات کا خوب رد فرمایا۔

مجتہد الوقت الامام المفسر المحدث الفقيه الاصولی محمد بن علی بن محمد الشوکانی الخولانی الصنعانی المتوفی ۱۲۵۰ھ نے کئی کتابیں توحید و عقائد پر تصنیف فرمائیں مثلاً:

(۱) الدر النضید فی احلاص کلمة التوحید

(۲) التحف بمذاهب السلف

(۳) شرح الصدور بتحریم رفع القبور

(۴) البغیة فی مسئلة الرؤیة

ان کے رسائل اہل توحید کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کا سرور ہیں، آپ نے ایسے براہین قاطعہ سے شرکیہ اور بدعیہ امور کا رد فرمایا جنہوں نے اہل بدعت کے اندر زبردست زلزلہ پیدا کیا۔ نواب والا جاہ بھوپالی کے والد بزرگوار سید شریف ابوالاحمد حسن بن علی الحسینی البخاری القتوجی المتوفی ۱۲۵۳ھ نے کئی رسائل توحید کے اثبات و اہل شرک و اہل بدعت کی تردید میں تصنیف فرمائے جو اکثر اردو زبان میں ہیں بعض فارسی اور بعض عربی زبان میں بھی ہیں۔

شاہ والا جاہ محدث ہند امام ابن الامام سید عبد العزیز بن ولی اللہ دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ نے (۱) شرح میزان العقائد (۲) ہدایة المؤمنین تصنیف فرمائیں۔

امام الحق، فرید العصر، وحید الدہر، المجاہد لاعلاء کلمة اللہ، والشہید فی سبیل اللہ

السيد اسماعيل بن عبد الغني بن ولي الله العمري الدبلوي المتوفى ١٢٣٦هـ في "كتاب تقوية الايمان"، خواص وعوام کے ہاں معروف ہے جس کے عربی، سندھی اور دیگر زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں، اس کے علاوہ آپ نے (۱) ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والصویح (۲) رد الاشراك والبدع - تصنیف فرمائیں اور بقول صاحب نزہۃ الخواطر تقویۃ الايمان آخر الذکر کے باب اول کا ترجمہ ہے۔  
قاضی بشیر الدین القنوجی العثماني المتوفى ١٢٩٦ھ نے چند رسائل تصنیف فرمائے مثلاً:

- (۱) غاية الکلام فی ابطال عمل المولد والقیام ،
  - (۲) احسن المقال فی شرح حدیث لاتشدد الرحال ،
  - (۳) بصارة العینین فی منع تقبیل الالبہامین ،
- مولانا خرم علی البہواری المتوفى ١٢٨٥ھ نے توحید و سنت کی نصرت میں رسالہ "نصیۃ المسلمین" لکھا۔  
مولانا شیخ عبد اللہ الصدیقی المحمدی الہ آبادی نے رسالہ "اعتصام السنۃ وقامع البدع" لکھا۔

بنا کردند خوش رسمی بخاک و خون غلطیدن  
خدا رحمت کند ایں پاسبان پاک ملت را

شیخ الاسلام کے پیدائش کے وقت نجد کے مذہبی حالات

اسی صدی میں مجدد الدعوة الاسلامیہ شیخ الاسلام، علم الاعلام، الداعی الی اللہ والجماد فی سبیل اللہ محدث دوران، مجدد زمان الشیخ محمد بن عبد الوہاب النجدی الدرعی پیدا ہوئے، آپ اس وقت آئے جب کہ ہر طرف شرک کا دور دورہ تھا، قبر پرستی، تعزیہ پرستی، درختوں، پتوں، اور پتھروں کی پوجا، مزاروں اور درگاہوں پر میلے اور

عقیدہ توحید  
اور  
قتل و شہادت  
کی سنت

عرس، بزرگوں اور ولیوں کو مشکل میں پکارنا، ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا، وسیلہ اور نجات کا ذریعہ جاننا، ان کے چلے نکالنا، ان کے نام کے دن منانا، ان کے ہاں تقرب حاصل کرنے کے لئے نذر و نیاز دینا، صدقات و خیرات کرنا، گویا کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ناامید نظر آتے تھے اور توحید سے بالکل دور ہو چکے تھے، اور اسی وجہ سے عمل میں بہت کوتاہی واقع ہوئی، لوگ بے عملی اور برے کاموں میں گرفتار ہونے لگے، خود خجد کا یہ حال تھا کہ پورا علاقہ عقائد فاسدہ، خرافات و بدعات اور بے دینی کا مرکز بن چکا تھا، جگہ جگہ مصنوعی قبریں اور درگاہیں تھیں۔

شیخ نے اپنی دعوت کو ہمت، صبر و استقلال سے چلایا اور مخالفین کی طرف سے مناظرے ہوئے اور طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں، بہتان و الزام تراشی گئے، لیکن شیخ نے ان سب تکلیفوں کو فراخ دلی سے برداشت کرتے ہوئے اپنی دعوت کو جاری رکھا، حلقہ بڑھتے بڑھتے دعوت کا اثر حجاز تک پہنچا اور ہر طرف توحید چمکنے لگی اور لوگ پھر سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے اسلام کو سمجھانے و باطل میں تمیز ہوئی۔

امام موصوف نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں اکثر توحید کی دعوت اور شرک کی تردید پر زور دیا ہے جن کا ذکر آپ کے حالات زندگی میں آئے گا۔ ان شاء اللہ

### کتاب التوحید کا تعارف اور علمی مرتبہ

ان سب میں آپ کی شہرہ آفاق وہ کتاب ہے جو سب سے پہلے آپ نے تصنیف فرمائی یعنی ”کتاب التوحید الذی ہو حق اللہ علی العبد“، مصنف رحمہ اللہ نے اسے ابواب کی ترتیب پر لکھا اور توحید کے ہر مسئلہ کے لئے الگ باب قائم کیا جس میں آیات قرآنیہ، احادیث مرفوعہ اور پھر صحابہ کرام اور تابعین کے آثار جمع کئے آخر میں ان دلائل سے جو مسائل مستہبط سمجھے، ذکر فرمائے۔ امام الدعوة رحمہ اللہ نے توحید کی تینوں قسمیں بیان فرمائیں:

(۱) توحید ربوبیت

اس میں استغاثہ، استعاذہ، دعا، نذر، ذبح وغیرہ کا بیان ہے۔

(۲) توحید الوہیت

اس میں توسل، شفاعت غیر شرعیہ کی تردید فرمائی۔

(۳) توحید صفات

اس میں جہمیہ، مشبہہ اور مؤولہ وغیرہ گمراہ فرقوں کی تردید فرمائی، لیکن مختصر اور قدرے جامع نیز سحر، جادو، ٹونہ، تعویذ گندہ، بدفالی، حلف لغیر اللہ جیسے امور شرکیہ کا بھی رد فرمایا امام موصوف نے شروع عنوان میں حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بطور مقدمہ پیش کیا ہے جس میں یہ بیان ہے۔

حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَعْزُبَ مِنْ لَيْشْرِكَ بِهِ شَيْئًا (مسلم کتاب الایمان باب حق اللہ)۔۔۔۔۔

”اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو شخص اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے وہ اس کو (قبر و قیامت میں) عذاب میں نہ ڈالے۔“

امام موصوف نے اسی حدیث سے کتاب کا نام اخذ کیا گویا کتاب اسم با مستمی ہے اس حدیث اور جو آیات اس سے قبل ذکر کی ہیں، ان سے چوبیس مسائل اخذ کئے ہیں جن سے مصنف کی وسعت علمی کا اندازہ ہوتا ہے ان میں سے بطور نمونہ کے دو مسئلے یہ ہیں:

(۱) ان العبادة هي التوحيد

(۲) ان عبادة الله لا تحصل الا بالكفر بالطاغوت

مقدمہ کے بعد چھیا سٹھ ابواب قائم کئے ہیں، ہر باب کئی مسائل کا حامل ہے گویا کہ

توحید  
اور  
تعالیٰ  
کی

یہ عقائد کی ایک جامع مگر مختصر اور عام فہم کتاب ہے۔

پہلے چار ابواب میں توحید کی فضیلت و ضرورت بیان کی اور اس کی طرف دعوت کی ترغیب دی، اور شرک سے ڈرایا گیا ہے اس کے بعد ایک باب توحید کی وضاحت اور تشریح کے لئے رکھا ہے۔ پھر شرک کے اقسام بیان کرنے کے لئے دس ابواب قائم کئے۔ پھر شفاعت اور اس کے لواحق کے لئے دو باب، اور غلو کی مذمت اور اس کے نتائج بد بیان کرنے کے لئے پانچ ابواب رکھے ہیں۔

اس کے بعد سات ابواب میں کچھ رسوم شرکیہ بیان فرمائی ہیں۔ پھر ان امور کو بیان کیا ہے جن کا تعلق عقیدہ سے ہے مثلاً محبت، خوف، توکل، امید اور صبر کو پانچ ابواب میں بیان فرمایا ہے۔

پھر دو باب اخلاص کی ترغیب اور ریا سے ترہیب کے لئے ذکر کئے، بعدہ دو باب تحاکم الی الطاغوت اور اطاعت غیر اللہ کی تردید میں لائے۔

پھر سترہ ابواب میں توحید صفات کو بیان کیا۔ پھر چار ابواب میں تقدیر کے احکام بیان کئے اور قدریوں کی تردید کی اور آخری سات ابواب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور اس کے اعلیٰ و ارفع ہونے کو بیان فرمایا۔

اس حسن ترتیب نے سلف صالحین کی تصنیف و ترویج کی یاد تازہ کر دی۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا وہ مقولہ جو انہوں نے اپنی کتاب: ”بلوغ المرام“ کی شان میں فرمایا ہے وہ اس کتاب التوحید پر حرف بحرف صادق آتا ہے کہ ”یستعین بہ الطالب المبتدی ولا یستغنی عنہ الراغب المنتہی“

اسی طرح امام شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الدرر البہیہ“ کے بارے میں فرمایا:

(فنسبة هذا المختصر الى المطولات من الكتب الفقهية نسبة

السببکة الذهبیة الى التربة المعدنیة)

”یعنی یہ صفت اس کتاب کی بہ نسبت ان مطولات کے نظر آتی ہے جو نوں

صدی ہجری سے لے کر آج تک توحید پر لکھی گئی ہیں۔“

اس کتاب نے شرک کے مراکز اور اہل بدعت کے کارناموں پر ایٹم بم کا کام کیا  
مشرکین لرزہ بر اندام ہوئے، مخالفین نے اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جو اہل ہند نے  
شہید ملت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی ”کتاب تقویۃ الایمان“ کے ساتھ کیا۔ مگر  
بموجب فرمان الہی:

﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ﴾ (الأعراف ۷/۵۸)

”جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ اپنے رب کے حکم سے خوب پھل پھول لاتی  
ہے۔“

جن خوش نصیب افراد کے اندر ایمان کی تمنا موجود تھی، ان کو صحیح راستہ معلوم  
ہوا پھر ارض نجد توحید سے منور ہوئی جس کے آثار آج تک موجود ہیں اور قیامت تک  
رہیں گے (ان شاء اللہ) جن لوگوں کے اندر عملی تغیر کافی حد تک آگیا تھا وہ توحید سے  
مشرشار اور پیکر عمل نظر آنے لگے۔

اس کتاب سے عرب و عجم کے کئی ملکوں کے افراد نے استفادہ کیا اور توحید کی راہ  
معلوم کر کے شرک و بدعت سے تائب ہوئے خاص کر شیخ کے بھائی شیخ سلیمان بن عبد  
الوہاب المتوفی ۱۲۰۸ھ جو آپ کے سخت مخالف تھے بلکہ جنہوں نے ان کی تردید میں  
ایک رسالہ بنام الصواعق الالہیہ فی الرد علی الوہابیۃ لکھا تھا مگر چونکہ سلیم القلب تھے  
محض حسد و بغض اور عناد پر ان کی تردید مبنی نہ تھی اس لئے بالآخر حق کو سمجھا اور اپنے غلط  
عقائد سے رجوع الی الحق ہوئے اور اپنے بھائی شیخ کے پاس تائب ہو کر آئے جیسا کہ  
علامہ حسین بن غنام احسائی المتوفی ۱۲۳۵ھ نے اپنی کتاب ”روضۃ الافکار“ صفحہ ۹۶  
جلد اول طبع اول میں ۱۱۹۰ھ کے حوادث میں ذکر کیا ہے اور شیخ سلیمان بن سحمان نے  
اپنی کتاب ”الضیاء الشارق“ کے صفحہ ۶۰ میں ذکر کیا ہے۔ مثل مشہور ہے:

(الاقارب کالعقارب)

”قریبی رشتے دار بچھوؤں کی مانند ہوتے ہیں“

بھائیوں کی رقابت بڑی خطرناک اور ناعاقبت اندیش ہوتی ہے۔ مگر یہ امام الدعوة رحمۃ اللہ علیہ کے حسن خلق، رواداری، اور شیریں بیانی اور صحت استدلال و قوت معارضہ جیسی ہمہ گیر اوصاف سے متصف ہونے کی تین دلیل ہے کہ ان کے بھائی نے باوجود شدت مخالفت کے آخر حق کی طرف رجوع کیا اور اپنے بھائی کا ساتھ دیا، ایسی توفیق اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخشنے۔ (آمین)

## کتاب التوحید کی شروحات

کتاب التوحید کی اہل علم نے شرحیں بھی لکھیں جیسے علامہ احمد بن حسن نجدی نے الدر المنضید لکھی جو ۱۳۱۱ھ کو دہلی میں چھپی۔

دوسری شرح شیخ کے پوتے محدث شیخ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے لکھی، آپ ۱۲۰۵ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی۔

بڑے بڑے اساتذہ کے علاوہ امام محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ سے بھی آپ کو شرف تلمذ حاصل ہے۔ آپ نے کتاب التوحید کی شرح بنام ”تیسیر العزیز الحمید“ لکھی، لائق مصنف مقدمہ میں اس شرح کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(وصنف رحمہ اللہ تعالیٰ التصانیف فی توحید الانبیاء والمرسلین والرد علی من خالفہ من المشرکین ومن حملتها کتاب التوحید وهو کتاب فرد فی معناه لم یسبقہ الیہ سابق ولا لحقہ فیہ لاحق، وهو الذی قصدت الکلام علیہ ان شاء اللہ تعالیٰ وان کنت لست ممن یتصدی لہذا الشان لکن لما رأیت الکتاب لم یتعرض للکلام علیہ احد یمتد بہ ورأیت تشوق الطلبة والإخوان الی شرح یمفی ببعض مافیہ من المقاصد احبت ان اسعفہم بمرادہم علی حسب طاقتی۔) الخ، (تیسیر العزیز الحمید۔ ص: ۲۴)

”مصنف رحمہ اللہ نے انبیاء و مرسلین کی بیان کردہ توحید کے موضوع سے متعلق اور مشرکین میں سے جنہوں نے اس توحید کی مخالفت کی ان کے بارے میں کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ایک تصنیف کتاب التوحید ہے، جو اپنے موضوع میں منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ نہ اس اسلوب کی کتاب اس سے پہلے لکھی گئی نہ بعد میں، میں ان شاء اللہ اسی کتاب کے بارے میں معروضات پیش کروں گا۔ اگرچہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اس کے درپے ہوں لیکن جب میں نے کتاب دیکھی اور یہ معلوم ہوا کہ اس پر کسی نے تعرض نہیں کیا ہے اور یہ بھی دیکھا کہ طلباء اور برادران اہل علم اس کی شرح کے لئے ایک شوق اور تڑپ رکھتے ہیں اور یہ معلوم کرنے کے خواہاں ہیں کہ یہ کن امور پر مشتمل ہے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی علمی بساط کے مطابق یہ خدمت سرانجام دوں۔“

یہ شرح نہایت عمدہ اور علمی خزانے کا مجموعہ ہے اس میں خاص خوبی یہ ہے کہ شارح رحمہ اللہ نے تشریح متون، احادیث کے ساتھ احادیث پر محدثانہ کلام کیا ہے اور جو روایات اصل کتاب میں بغیر حوالہ منقول ہیں ان کی تخریج کی ہے۔ کئی روایات کو بالاسانید ذکر کیا ہے اور جرح و تعدیل و اختلاف روایات اور زیادات وغیرہ کو بھی بیان کیا ہے، جن محدثین کی کتابوں سے حدیثیں نقل کی گئی ہیں ان کے تراجم و حالات مختصر بیان کئے ہیں اور شیخ رحمہ اللہ کی اصطلاحات کو بھی اچھی طرح واضح کیا ہے اور السنن والمسند کی بھی تعیین کی ہے کہ اس سے کون سی کتاب مراد ہے، ہمارے خیال میں ”کتاب التوحید“ کی اس شرح کو احادیث سے استفادہ کرنے والوں کے لئے سامنے رکھنا ضروری ہے کیونکہ شارح رحمہ اللہ نے صحیح وغیر صحیح کی نشاندہی بھی کی ہے اور جہاں متابعت و شواہد مل سکے ہیں ان کا بھی ذکر فرماتے ہیں۔

الغرض کوئی اہلحدیث اور خالص توحید کی معرفت حاصل کرنے والا اس کتاب سے بے نیاز اور مستغنی نہیں ہو سکتا، مگر افسوس کہ شارح رحمہ اللہ اس شرح کو

پورا نہ کر سکے، ”باب ماجاء فی منکر القدر“ تک شرح کی۔ باقی آخری سات ابواب کی شرح ”علامہ ابو بکر زہیر شاولیش“ نے فتح الجبید سے مکمل کی۔ کما ذکرہ فی المقدمہ و فی حاشۃ التیسیر۔ (ص: ۶۹۱)

یہ شرح دومرتبہ شائع ہوئی ہے۔ پہلی بار ۱۳۸۲ھ میں دوسری مرتبہ ۱۳۹۰ھ میں شیخ زہیر شاولیش کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ یہ سب سے پہلی شرح اور باقی تمام شروح کا ماخذ ہے

اس کے بعد امام الدعوة شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کے دوسرے پوتے امام الموحدین علامہ شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے ”فتح الجبید“ کے نام سے کتاب التوحید کی شرح لکھی، جو دراصل تیسیر العزیز الحمید کا خلاصہ ہے شارح رحمہ اللہ نے اسے حسن ترتیب اور مناسب تہذیب کے ساتھ پیش کیا ہے چنانچہ مقدمہ میں فرماتے ہیں:

(ولما قرأت شرحہ رأیتہ اطنب فی مواضع وفی بعضها تکرار یتستغنی بالبعض منہ عن الكل ولم یکلمہ فاخذت فی تہذیبہ وتقریبہ تکمیلہ وربما ادخلت فیہ بعض النقول المستحسنۃ تہذیباً للفائدة۔)

”میں نے شرح پڑھی تو بعض مقامات پر بہت طوالت لئے ہوئے تھی اور بعض میں تکرار تھا، اگر کم الفاظ میں بھی بات بیان کر دی جاتی تو پوری بحث کو کفایت کر جاتی، مگر ہاں ہمہ کتاب مکمل نہ تھی۔ چنانچہ میں نے اس کی تہذیب و تقریب اور تکمیل کا کام شروع کیا متعدد مقامات پر بعض ایسی چیزیں نقل کیں جو اس کو مفید بنانے کے لئے بہر طور ضروری تھیں۔“

شارح رحمہ اللہ نے واقعی پورا حق ادا کیا اور لفظی و لغوی تحقیق کے ساتھ احکام و مسائل کو بسط و تفصیل کے ساتھ دل کش عبارت میں بیان کیا۔ اسی وجہ سے یہ کتاب خواص و عوام کا مرجع رہی ہے ہر عالم کے گھر میں یہ کتاب ضرور ہوگی۔ کئی علماء نے اس کو حفظ کر رکھا ہے اور تقریروں اور درسوں میں اس شرح کی پوری عبارتیں زبانی

پڑھ کر سناتے ہیں، نجد و حجاز اور دوسرے عرب ممالک حتیٰ کہ ممالک عجم میں بھی جو توحید کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، اس شرح کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مقبولیت صرف توحید کی برکت سے ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر مدعی کے واسطے دار و رسد کہاں

اس شرح میں توحید اور شرک کے سب مسائل کو بیان کیا گیا ہے، گویا مسائل توحید کے لئے یہ کتاب دائرۃ المعارف یا انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ شرح کئی بار شائع ہوئی ہے، اور ہر بار ہاتھوں ہاتھ نکل کر ختم ہوتی رہتی ہے۔ شارح رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ کتاب التوحید پر مختصر حاشیہ بھی لکھا ہے جو ”قرۃ عیون الموحدین“ کے نام سے چھپ چکی ہے۔ ان کے علاوہ اور علماء نے بھی شرحیں لکھیں، جیسے

علامہ شیخ حمد بن علی بن شتیق نے ”ابطال التندیہ باختصار شرح التوحید“ لکھی، علامہ عبدالرحمن بن ناصر السعدی نے ”القول السدید“ کے نام سے ایک تعلیق لکھی، یہ دونوں کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

## فتح المجید کا علمی مقام

فتح المجید اس لائق ہے کہ اس کا تمام مروجہ زبانوں میں ترجمہ کیا جائے، اور دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جائے اس وقت توحید الہی کو اطراف الارض میں پھیلانے کا سب سے بہترین طریقہ یہی ہے اور اس طرح موجودہ اہل حق اپنے اسلاف کے نیک اور اچھے اخلاف بن سکتے ہیں اور اشاعت توحید اور تبلیغ و دعوت کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

اس سنت حسنہ کا آغاز ہمارے معاصر دوست ”مولانا عطاء اللہ ثاقب رئیس انصار السنۃ الحمدیہ پاکستان“ نے کیا ہے آپ نے فتح المجید کا اردو ترجمہ لکھا ہے موصوف نے مکۃ المکرمہ حرم شریف میں بیٹھ کر یہ کام کیا اور اتم الحروف کو بیت اللہ شریف

کے سامنے بیٹھ کر حرفاً حرفاً سناتے رہے اور جا بجا مشورے بھی لئے، جزاء اللہ عن الاسلام والمسلمین خیراً۔

یہ واقعہ ۱۳۹۳ھ کا ہے، مترجم موصوف نے بڑی محنت کی ہے علمائے کرام خصوصاً شیوخ الحرمین الشریفین سے مشورے لئے اور تراجم و تفاسیر کا مطالعہ کیا اور اللہ کریم کی مدد خاص سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

ترجمہ نہایت سلیس، عام فہم، اور بامحاورہ ہے، مضامین میں ربط کا خاص خیال رکھا ہے، دور حاضر کی مروجہ اردو استعمال کر کے ترجمہ کو آسان بنادیا ہے اور متن و شرح دونوں کے الگ الگ ترجمہ کرنے سے حسن ترتیب میں اضافہ ہوا ہے جسے اہل قلم تحسین کی نگاہ سے دیکھیں گے، عام اردو دان اس سے پورا فائدہ حاصل کریں گے توحید باری تعالیٰ کو سمجھ کر اپنا عقیدہ درست کریں گے اور غلط عقائد (شرک و بدعت) سے توبہ کر کے راجع الی الحق ہوں گے۔

لائق مترجم نے جس بوجھ کو اٹھایا تھا وہ جتنا بھاری تھا، بحول اللہ و قوتہ اتنا ہی دشوار بھی مگر بموجب وعدہ الہی

﴿وَمَنْ يَنْقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ (الطلاق ۴/۶۵)

”اور جو شخص اللہ سے ڈرے اس کے معاملہ میں وہ سہولت پیدا کر دیتا ہے۔“

آپ نے ہمت نہیں ہاری اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے کام شروع کیا اور اسی کی توفیق خاص سے کامیاب ہوئے۔

مترجم موصوف نے یہ حق ادا کر کے دوسروں کے لئے ایک مثال قائم کی ہے اور اس حدیث مبارکہ کے مصداق بنے ہیں۔

مَنْ مِّنْ سُنَّةٍ حَسَنَةٍ فَعَمِلَ بِهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهَا، وَمِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا۔ (ابن ماجہ - کتاب السنۃ باب من سن سنة حسنة اور مسیئۃ - رقم الحدیث ۲۰۳)

”جو ایسی سنت حسنہ قائم کرے جس کا اس کے بعد تتبع کیا جائے تو اس کو اپنا اجر بھی ملے گا اور جو لوگ اس کے مطابق عمل کریں گے، اس کا اجر بھی ملے گا مگر ان کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔“

اس کتاب کا پہلی بار ترجمہ کیا گیا ہے اور ایسے وقت میں کیا گیا ہے جبکہ اس کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ لائق مترجم نے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے اور کم از کم امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ان پر ضرور صادق آتا ہے۔

نعمۃ البدعة هذه

امید ہے دوسری زبانوں والے بھی اس طرح اپنی اپنی زبانوں میں اس شرح کے تراجم لکھ کر اپنا حق ادا کریں گے۔ واللہ الموفق

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مترجم کو اس سنت حسنہ کے بدلے نیک جزا بخشے، توحید پر عمل کرنے والوں کے اجر عظیم میں ان کو شریک فرمائے اور اس ترجمے کو مقبولیت عامہ نصیب فرمائے، ”انہ تعالیٰ سمیع قریب۔“

## حیات امام الدعوة

شیخ الاسلام والمسلمین علم العلماء المجاہدین، امام الدعوة السلفیۃ الصابر ناصر السنۃ السنیۃ، قاضی البدعۃ الشیعۃ، الصابر فی الحنۃ، الشاہ علی العبادۃ احد مجددی العصر، محدث زماں، فقیہ دوراں، محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان بن علی بن محمد بن احمد بن راشد بن برید بن مشرف بن عمر بن معصود بن زلیس بن زآخر بن محمد بن علوی بن وہب التمیمی ہیں یہ نسبت نجد کبریٰ کے ایک قبیلہ کی طرف ہے۔

## ولادت

آپ شہر عیینہ میں جو مملکت سعودیہ کے دار السلطنت ریاض کے شمال کی طرف واقع ہے ۱۱۵ھ میں علم و فضل کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد الشیخ

عبدالوہاب بن سلیمان رحمہ اللہ علم و فضل اور نیک خلق جیسی صفات حسنہ سے متصف تھے جو آپ کو آبائی ورثہ میں ملی تھیں۔ آپ کے جد امجد شیخ سلیمان بن علی نجد کے رئیس العلماء تھے، علوم دینیہ میں علماء وقت کے مرجع تھے تصنیف و تدریس اور افتاء میں ماہر تھے آپ نے مناسک حج پر ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی۔

## تعلیم

امام صاحب نے اپنے پیدائشی شہر میں والد مکرم سے تربیت حاصل کی اور ان سے تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتب پڑھیں، آپ کو بچپن ہی سے سلف کی کتابوں کے مطالعے کا بے حد شوق تھا خاص طور پر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی تصانیف کا بڑے شوق سے خوب مطالعہ کیا۔

## رحلات

پھر سفر حج کو نکلے یہ فریضہ ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے تعلیم حاصل کی، جن میں خاص اور قابل ذکر ہستیاں یہ ہیں:

- (۱) شیخ عبداللہ بن یوسف نجدی
- (۲) شیخ عبداللہ بن ابراہیم
- (۳) شیخ محمد حیات السندی
- (۴) شیخ آفندی داغستانی
- (۵) شیخ اسماعیل عجلونی
- (۶) شیخ عبداللہ عفا لقی احسائی
- (۷) شیخ محمد عفا لقی احسائی

بصرہ میں ایک بڑی جماعت سے علم حاصل کیا۔ جن میں شیخ محمد المجموعی کا اسم گرامی بھی شامل ہے اور شام میں شیخ عبداللہ بن عبداللطیف الشافعی سے استفادہ کیا اس کے بعد نجد میں آکر مطالعہ میں منہمک ہو گئے۔

## مزاج و اخلاق

دوسری باتوں اور حکایتوں کے بجائے آپ کی تصانیف آپ کے صحت مزاجی اور نیک خلقی کی صحیح ترجمان ہیں۔ کتاب التوحید ہی کو لیجئے کہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کس طرح سنجیدگی اور متانت کے ساتھ مسائل بیان کئے ہیں تعصب و عناد کی بوتک نہیں ملتی۔ حاشا اللہ من ذالک

حافظے کا یہ عالم تھا کہ دس سال کی عمر سے پہلے قرآن کریم حفظ کر لیا۔ ان کی ذکاوت و ذہانت سے آپ کے والد مکرم اور دوسرے شیوخ بہت متاثر تھے آپ کے اخلاق حسنہ نے کئی ایک مخالفوں کو آپ کے سامنے پیش ہونے پر مجبور کر دیا۔

## دعوت

امام صاحب رحمہ اللہ نے مسائل توحید پر اور جو اس وقت شرکیہ رسوم مروج تھیں، ان کے متعلق علمائے عصر سے مباحثے کئے اور کئی علماء آپ کے ہم خیال ہوئے۔ اسی طرح درس و تدریس اور خطبات و تقاریر سے عوام کو مائل الی الحق کیا۔ تصانیف سے علمائے کرام کو جمود اور کاہلی کے اندھیروں سے باہر نکالا، کئی امراء و شیوخ اور بعض اقارب کو خطوط لکھے جن میں دعوت الی اللہ کی وضاحت فرمائی اور شرک و بدعت کی برائیاں بیان کیں محض زبانی گفتگو اور زور کلام سے نہیں بلکہ دلائل و براہین سے اور دل نشیں جوابات اور ایسی عبارات سے جو علم و حکمت سے پر ہوں اور ادب و حلاوت کا نمونہ ہوں آپ کی دعوت

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَدِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (النحل ۱۶/۱۲۵)

”اے نبی اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔“

کی عملی تفسیر تھی، حاسدین اور معاندین کے علاوہ آپ کی دعوت سے کسی کو

## جہاد

عہد طفولیت سے ہی آپ پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جذبہ غالب تھا۔ اس مرد مجاہد نے زبان و قلم اور پھر تلوار سے بھی جہاد کیا، جلا وطنی اور ہجرت جیسی تکلیفوں سے بھی نہ بچ سکے، شرک و بدعت کے بہت سے مراکز کو ختم کیا اور بعض ان درختوں کا استیصال بھی کیا جن کی پرستش ہوتی تھی۔

امام موصوف بہت عزم و ہمت کے مالک تھے چنانچہ زانیہ عورت کو رجم کی سزا دینے پر جب حاکم احساء و قطیف سلیمان بن محمد بن عبدالعزیز الحمید نے شیخ الاسلام کے خاص معاون امیر عیینہ عثمان بن معمر کو دھمکی دی اور وظیفہ وغیرہ اور امداد بند کرنے سے ڈرایا تو شیخ نے انہیں بایں الفاظ تسلی دی:

(ان هذا الذي اقمتم به ودعوت اليه كلمة لا اله الا الله واركان الاسلام والامر بالمعروف والنهي عن المنكر فان انت تمسكت ونصرته فان الله سبحانه يظهرك على اعدائك فلا يزعمك سليمان ولا يفزعك)

”جس چیز کو تم لے کر اٹھے ہو اور جس کی طرف دعوت دی ہے وہ یقیناً کلمہ لا الہ الا اللہ ارکان اسلام، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اگر تم نے اس سے تمسک کیا اور اس کی نصرت کا بیڑا اٹھایا تو اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دشمنوں پر غالب کرے گا اور سلیمان غم و تکلیف میں نہ ڈال سکے گا۔“

ظاہر ہے یہ توکل اور پختگی اسی شخص کے اندر پائی جائے گی، جس کے رگ دریشے میں توحید سما کی ہوئی ہو۔ خوف کے ہر مقام میں صرف تقویٰ الہی اس کے دل میں موجزن ہو، اور شرک و بدعت سے اس کا دم، لحم و شحم سب پاک ہو، جس پر اللہ کا خوف غالب ہو اس کا یہی حال ہوتا ہے کسی دوسری شخصیت کی ہیبت اس پر طاری نہیں

ہو سکتی خواہ وہ کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو کیونکہ

﴿ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۖ ﴾ (الاحزاب ۴/۳۳)

”اللہ نے کسی شخص کے دھڑ میں دو دل نہیں رکھے“

ایسے توکل کی مثال رسول اللہ ﷺ کا سچا محب اور صادق پیروکار ہی پیش کر سکتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کا قصہ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ جب فرعونی لشکر نے ان کا تعاقب کیا تو:

﴿ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمَذْكُورُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ ﴾ (الشعراء ۲۶-۶۱-۶۲)

”موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی چیخ اٹھے کہ ہم تو پکڑے گئے، موسیٰ نے کہا ہر گز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔“

مقام غور ہے کہ سامنے دریا ہے اور پیچھے دشمن کی یلغار، پھر بھی یہ عزم رکھنا کہ دشمن ہر گز ہم تک نہیں پہنچ سکتا۔ عملی توکل کی ایسی ہی مثال امام المدعوۃ نے پیش کی کہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY  
www.pdfbooksfree.pk

دیکھ کر تجھ کو پھری آنکھوں میں صورت سلف کی

اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے انصار و مددگار بھی پیدا کئے امام شوکانی اپنی کتاب ”البدر الطالع“ جلد اول، ص ۲۶۲ میں امام سعود بن عبد العزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وكان جده محمد شيخاً لقريته التي هو فيها فوصل اليه الشيخ العلامة محمد بن عبد الوهاب الداعى الى التوحيد المنكر على المعتقدين فى الاموات فاجابه وقام بنصره ومازال يجاهد من يخالفه وكانت تلك البلاد قد غلبت عليها امور الجاهلية وصار الاسلام غريباً۔

”اس کے دادا محمد کے پاس جو اس نواح کا شیخ تھا شیخ علامہ محمد بن عبد الوهاب

گئے جو داعی توحید اور مردوں کی اعانت کا عقیدہ رکھنے والوں کے مخالف تھے اس نے شیخ کی اعانت و نصرت کا وعدہ کیا اور وہ ہمیشہ ان کے مخالفوں کے خلاف جہاد کرتا رہا یہ وہ شہر تھے اور یہ وہ علاقہ تھا، جہاں امور جاہلیہ غالب آگئے تھے اور اسلام اجنبی ہو کر رہ گیا تھا۔“

امیر موصوف کے پورے خاندان نے شیخ کے ساتھ مل کر جہاد فی سبیل اللہ میں نمایاں حصہ لیا، اہل علم میں احمد بن سوہیل اور اعمی بن قاسم خصوصیت سے مشہور ہیں اہل اثر و سوخ میں سے محمد الخزیمی عبد اللہ وغیرہ سلیمان بن الوثقیری، احمد بن حسین پیش پیش تھے۔

## سیرت و معمولات

امام الدعوة رحمۃ اللہ علیہ سنت کے حامی، بدعت کے ماحی، تفسیر و حدیث اور فقہ کے بہت بڑے عالم، علوم اور قواعد میں مہارت تامہ رکھنے والے تھے، علل و رجال پر وسیع نظر تھی اصولی و فروعی مسائل کے متعلق معلومات میں یگانہ روزگار تھے آپ کی زندگی صلاح، نیک سیرت اور طہارت باطنہ کی حامل تھی، ذکر و اذکار، عبادت الہی میں مشغول رہتے تھے متواضع رحم دل اور مہمان نواز تھے، دن میں کئی بار عقائد، تفسیر، حدیث، فقہ اصول فقہ اور علوم عربیہ کے دروس اور مجالس منعقد ہوتی تھیں، صابر حلیم، غصہ پر قابو پانے والے تھے مگر دین کے بارے میں سخت اور غیر ہمندست تھے۔

## عقیدہ و مذہب

آپ عقیدہ و عملاً سلفی تھے خود ان کی تصانیف ان کے مذہب و عقیدہ کا تعارف کراتی ہیں، اسی کتاب التوحید کو دیکھتے وہ عقائد بیان کئے ہیں جن پر سلف صالحین، صحابہ کرام و تابعین گزرے ہیں، صحیح بخاری کی کتاب التوحید اور کتاب التوحید لابن خزیمہ اور کتاب الایمان لابن مندہ اور کتاب اعتقاد السلف للہیثمی وغیرہ کے ابواب کا خلاصہ اور امام عثمان داری اور امام عبد اللہ بن الامام احمد وغیرہ کی کتابوں کا نیچوڑ پیش کیا ہے۔ آپ

محقق تھے، جامد مقلد نہیں تھے۔ کتاب و سنت کے مقابلے میں کسی کا قول و فعل یا رائے اور قیاس کو جھٹ نہیں جانتے تھے بلکہ اس کے سخت خلاف تھے، کتاب کا ایک عنوان قائم کرتے ہیں کہ

باب من اطاع العلماء والامراء فى تحريم ما احل لغير الله او تحليل ما حرم الله فقد اتخذهم ارباباً من دون الله

اس کے بعد متصل دوسرا باب ”تحاکم الی الطاغوت“ کی مذمت میں ذکر کیا ہے یہی شیخ کا مسلک تھا جسے ورثہ میں اپنی اولاد کے لئے چھوڑا۔ چنانچہ آپ کے خاندان کا ایک فرد شیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمن بن حسن بن شیخ محمد بن عبد الوہاب اپنا اور اپنا آبائی مسلک یوں بیان کرتے ہیں:

(واذا بانئت لنا سنة صحيحة عن رسول الله عليه وسلم عملنا بها ولا نقدم عليها قول احد كائننا من كان بل نلتقيها بالقبول والتسليم لان سنة رسول الله ﷺ فى صدورنا اجل واعظم من ان نقدم عليها قول احد فهذا الذى نعتقده وندين الله به) (الهدية السنية ص: ۹۳)

”ہمیں جب رسول اللہ ﷺ کی سنت صحیحہ مل جائے تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں، اسی کو مانتے اور اسی کو تسلیم کرتے ہیں اس پر کسی کے قول کو مقدم نہیں ٹھہراتے اس لئے کہ ہمارے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی سنت انتہائی اہمیت و عظمت کی حامل ہے اس پر ہم کسی کے قول کو ترجیح نہیں دے سکتے یہی ہمارا عقیدہ اور یہی ہمارا دین ہے۔“

## مخالفت

ایسے مصلح و مجدد کی مخالفت کوئی نئی چیز نہیں

﴿كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ

مَجْنُونٌ﴾ (الذاریات ۵۱/۵۲)

”یونہی ہوتا رہا ہے ان سے پہلی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا

جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔“

خود انبیاء کرام علیہم السلام کی بڑی شدت سے مخالفت ہوئی شیخ الاسلام کے مخالفین نے بہتان تراشی اور افترا پردازی کو اپنا حربہ بنایا جس کی چند مثالیں پیش ہیں کسی نے کم علمی و کم فہمی کا الزام دیا سید انور شاہ کشمیری نے یوں کہا ہے:

اما محمد بن عبد الوهاب النجدی فإنه كان رجلاً بليداً قليل العلم

فكان يتسارع الى الحكم بالكفر (فيض الباری جلد ۱، ص ۱۷۱)

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن عبد الوهاب بلید الذہن کم علم شخص تھے اور

دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگانے میں بہت تیز تھے۔“

تعصب کا براہو، کیا شاہ صاحب نے شیخ رحمہ اللہ کی تصنیف کا مطالعہ نہیں کیا ہو گا یہی کتاب التوحید جو کسی چھوٹے بڑے عالم سے مخفی نہیں اس مؤلف کو قلت علم وغیرہ کی طرف منسوب کرنا سراسر تعصب اور ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے؟

کسی نے تکفیر و قتل علماء کا الزام لگایا۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتا ہے:

PAKISTAN VIRTU

www.pdfbooksfree.pk

كما وقع في زماننا في اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد

وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم

اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون

واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم - (رد المختار حاشیہ

الدر المختار، ج ۴، ص ۲۶۲، طبع ثانیہ)

”جیسا کہ ہمارے زمانے میں ہوا محمد بن عبد الوهاب کے متبعین کو دیکھئے کہ وہ

نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر غالب آگئے، وہ خود کو حنبلی مذہب کی

طرف منسوب کرتے ہیں مگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں،

ان کے خلاف عقیدہ رکھنے والے مشرک ہیں، انہوں نے اہل سنت اور ان

کے علماء کے قتل کو مباح قرار دیا ہے۔“

یہ الزام جتنا جھوٹ اور افترا ہے اتنا ہی بے معنی، خود ان کی تصنیف اس کی تکذیب کرتی ہے۔ کتاب التوحید میں ان کاموں کو شرک بتایا ہے جن کا قرآن وحدیث اور آثار سلف سے شرک ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ شیخ اور ان کی جماعت کا کوئی نیا عقیدہ تھا جس کی مخالفت کرنے والے کو مشرک سمجھتے تھے چنانچہ ایک باب توحید کی تفسیر میں لا کر مسلم شریف کی یہ حدیث ذکر کرتے ہیں کہ:

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرَّمَ مَالُهُ وَدَمُهُ وَحَسَابُهُ عَلَى اللَّهِ (مسلم کتاب الایمان: باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ)

”جس نے لا اله الا الله کہا اور جس چیز کی اللہ کے بغیر عبادت کی جاتی ہے اس سے کفر کیا اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ عزوجل کے سپرد ہے۔“

اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

هذا من اعظم ما يبين معنى لا اله الا الله فانه لم يجعل التلفظ بها عاصماً للدم والمال بل ولا معرفة معناها مع لفظها بل ولا الإقرار بذلك بل ولا كونه لا يدعوا الا الله وحده لا شريك له بل ولا يحرم ماله ودمه حتى يضيف الى ذلك الكفر بما يعبد من دون الله فان شك او توقف لم يحرم ماله ودمه فيألها من مسئلة ما اعظمها واجلها وياله من بيان ما اوضحه حجة ما اقطعها للمنازع۔

”یہ ایک بہت بڑی چیز ہے جو لا اله الا الله کے معنی و مفہوم کو واضح کرتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ فقط اس لفظ کا زبان سے ادا کر دینا خون اور مال کی حفاظت کا ضامن بن جاتا ہے بلکہ اس لفظ کے ساتھ ساتھ اس کے معنی کی معرفت اور اس کا اقرار بھی اس کا ضامن نہیں ہو سکتا، اور زبان سے یہ کہہ دینا کہ وہ اللہ وحده لا شریک له کے سوا کسی کو نہیں پکارے گا، اس کے دم

و مال کو نہیں بچا سکتا اس کو اگر کوئی چیز بچا سکتی ہے تو صرف یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز کو ماننے سے انکار کر دے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اگر وہ اس میں شک یا توقف کرے گا تو پھر بھی اس کا مال اور خون حرام نہیں ہو گا اندازہ کرو کہ یہ کس درجہ عظیم الشان اور جلیل القدر مسئلہ ہے اور اس کی تعمین و وضاحت، مخالف کے لئے کس درجہ اپنے اندر حجت قاطع لئے ہوئے ہے۔“

اس باب سے چند امور واضح ہوئے۔

جو شخص موحّد ہے اس کا خون اور مال دوسروں پر حرام ہے۔

توحید سے وہی مراد ہے جو قرآن و حدیث نے بیان کیا ہے۔

اور وہ صرف کلمہ پڑھ لینے یا ایک اللہ کو پکارنے پر کافی نہیں بلکہ

اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ہر اس چیز کا انکار کرے کہ ماسوی اللہ جس کی پرستش کی جاتی ہے۔ اس صراحت کے بعد کون عقلمند ہو گا جو اس الزام کو باور کرے گا، جس کا ذکر ابن عابدین نے کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے تو وہی عقیدہ ذکر کیا ہے جو کتاب و سنت میں مذکور ہے اور جو شخص بموجب کتاب و سنت موحّد ہے، اس کے خون بہانے یا مال لینے کو حرام بتاتے ہیں، شیخ الاسلام نے جو توحید کی تفسیر بیان کی ہے وہی حدیث بالا میں مذکور ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کتاب ”کشف الشبهات“ میں فرماتے ہیں:

الرجل اذا اظهر الاسلام وجب الكف عنه، الخ۔

”انسان جب اپنے اسلام کا اظہار کر دے تو اس سے ہاتھ روک لینا ضروری

ہے۔“

اسلام وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پیش کیا، اور جس پر صحابہ عامل تھے، یہی

اہل سنت ہیں۔

مجدد الدعوة الاسلامیہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے اپنے ایک

رسالے میں اسلام کو یوں بیان کیا ہے۔

فاذا قيل لك ايش دينك؟ فقل ديني الاسلام - واصله وقاعدته امران -  
الاول الامر بعبادة الله وحده، لا شريك له والتحريض على ذلك  
والموالات فيه وتكفير من تركه والانذار عن الشرك في عبادة الله  
التغليظ في ذلك والمعاداة فيه والتكفير من فعله وهو مبنى على  
خمسة اركان شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله واقام  
الصلوة وإيتاء الزكاة، وصوم رمضان وحج البيت مع الاستطاعة۔

”جب تم سے پوچھا جائے کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو تم کہو میرا دین اسلام ہے  
اور اس کی بنیاد اور اساس دو چیزیں ہیں، اول اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت  
کا حکم دینا اس کی ترغیب دینا، اس کی بنیاد پر دوستی اور تعلقات قائم کرنا جو اس  
کو چھوڑ دے اس کو کافر قرار دینا اللہ کی بندگی میں شرک کے ارتکاب سے  
ڈرنا، اس میں سختی سے کام لینا اور دشمنی کا اظہار کرنا، جو شخص پانچ ارکان  
اسلام سے انکار کرتا ہے، اس کی تکفیر کی جائے گی اور وہ ہیں لا الہ الا اللہ محمد  
رسول اللہ کی شہادت، اقامت نماز، ادا نیکی زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور  
اگر استطاعت ہو تو حج بیت اللہ۔“

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک کون مسلمان ہے اور  
کون واجب القتل یا لائق عداوت ہے اس سے مخالفین کے تمام الزامات رفع ہو جاتے  
ہیں۔

شیخ سلیمان بن سحمان نجدی رحمہ اللہ نے ”کتاب الہدیۃ السنیۃ والحقۃ الوہابیہ“ ان ہی  
الزامات کی تردید میں لکھی ہے جس کا مطالعہ کر کے شبہات کو دور کیا جاسکتا ہے۔ اس  
میں رسالہ سوم شیخ کے فرزند ارجمند علامہ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب کا ہے۔ جس  
میں وہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

ولانکفر الا من بلغته دعوتنا للحق ووضحت له الحجة وقامت عليه

حقیقۃ توحید  
اور  
تکلیف وحرکت  
کی غما

الحجة واصر مستكبرا معاندا كغالب من نقاتلهم اليوم يصرون على ذلك الاشراك ويمتنعون من فعل الواجبات ويتظاهرون بافعال الكبائر المحرمات (الهدية السنية: ۳۴، مطبوعه ۱۳۸۹ھ)

”ہم صرف اسی شخص کی تکفیر کرتے ہیں جس کو ہماری دعوت حق پہنچ گئی اس کے سامنے دلیل واضح اور حجت قائم ہو گئی ہے لیکن وہ تکبر و عناد کی بنا پر کفر پر مصر ہے جیسا کہ ہم اس دور میں ان اکثر لوگوں سے قتال کرتے ہیں جو شرک پر اصرار کناں ہیں۔ واجبات و فرائض پر عمل پیرا ہونے سے گریزاں ہیں اور محرمات کبار کا برملا اظہار کرتے ہیں۔“

اس صفائی کے بعد اب کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ والحمد للہ کسی نے یہاں تک کہا:

(الظاهر من حال محمد بن عبد الوهاب انه يدعى النبوة الا انه ما قدر على اظهار التصريح بذلك)

”محمد بن عبد الوهاب کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ دار تھا مگر وہ بصراحت اس کے اظہار پر قادر نہ تھا۔“

(رسالہ محمد بن عبد الوهاب مصنفہ علامہ مسعود عالم ندوی بحوالہ مصباح الانام ورق نمبر ۶۵، کلکتہ گزٹ ۲۰ ستمبر ۱۸۶۵ء ضمیمہ صفحہ ۴۵-۴۳)

لیکن سچ ہے کہ دروغ گور حافظہ نباشد، جب شیخ نے ظاہر ہی نہیں کیا تو پھر آپ کو معلوم کیسے ہوا؟ ”ہل شقتت عن قلبہ“ ”علیم بذات الصدور تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔“

خود شیخ رحمہ اللہ اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں:

واو من بان نبینا محمدا ﷺ خاتم النبیین والمرسلین (الدرر السنیہ جلد

اول ص ۲۹)

”میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ خاتم النبیین اور خاتم

المرسلین ہیں۔“  
ایک جگہ فرماتے ہیں:

وحق الانبياء الايمان بهم وبما جاؤا به ..... وان محمدا ﷺ خاتمهم  
وافضلهم۔ (الدرر السنیه : جلد ۲۰ : ۸۱)

”انبیاء علیہم السلام کا ہم پر حق یہ ہے کہ ان پر اور جو کچھ وہ لے کر آئے ہیں  
اس پر ایمان لایا جائے..... اور محمد ﷺ خاتم الانبیاء اور سب سے افضل  
ہیں۔“

شیخ محمد بن عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اپنا  
اور اپنے اسلاف کا یہی عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

ونؤمن ان محمدا ﷺ خاتم النبیین والمرسلین (الهدیۃ السنیه :  
ص ۹۱)

”ہم اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ محمد ﷺ خاتم النبیین اور خاتم  
المرسلین ہیں۔“

ان تصریحات کے بعد اب اس الزام کی حقیقت کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں  
رہے گی، حالانکہ کسی نے انکار حدیث کا الزام دیا جیسے احمد بن عبد اللہ باعلوی مصنف  
مصابح الانام حالانکہ شیخ رحمہ اللہ کی سب کتابیں اور رسائل و خطوط احادیث نبویہ  
سے مشغول ہیں جگہ جگہ احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ باعلوی کے رد میں شیخ  
سلیمان بن سحمان نجدی نے مبسوط کتاب ”الاسنۃ الحدادی فی رد شبہات علوی الحداد“ لکھ  
کر اس کے تمام الزامات و افتراءات کا کافی و شافی جواب دیا ہے۔

ایک اور مراقی شخص جمیل آفندی نے بھی کچھ الزامات اور بہتان جمع کئے اور شیخ  
سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا بھی مدلل جواب بنام ”الغیاء الشارق فی رد شبہات  
المنازق المارق“ لکھا اور سب الزامات کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ خیر اللہ احسن الجزاء

عقیدۃ التوحید  
اور  
تلاوت قرآن  
کی فہم

## تصنیفات

امام الدعوۃ رحمہ اللہ نے کئی رسائل و کتب تصنیف کئے جو سب کے سب دلائل قرآنیہ و براہین حدیثیہ سے مزین و آراستہ ہیں۔ سب سے پہلے آپ کی یہی کتاب التوحید معرکہ الآراء ہے۔

(۱) کتاب التوحید الذی ہو حق اللہ علی العبد ہے

جس کا تعارف ہو چکا ہے۔

(۲) کشف الشبهات

یہ کتاب التوحید کا متمم ہے۔ جس میں مخالفین کے شبہات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ کئی بار طبع ہو چکی ہے، ان دو کتابوں کے بعد بھی سلسلہ تصنیف و تالیف جاری رہا۔

(۳) الاصول الثلاثة وادلتها

اس رسالے میں تین اہم اصول بیان کئے ہیں۔

(۱) معرفة الرب

www.pdfbooksfree.pk

(۲) معرفة الدین

(۳) معرفة النبی

یہ سوال و جواب کی نوعیت پر بیان کئے گئے ہیں گویا کہ دعائے مسنون ”رضیت باللہ رباً، وبالا سلام دیناً، وبمحمد نبیاً“ کی تفسیر و توضیح ہے اور قبر میں ہونے والے تین سوال کہ،

من ربك؟ ”تیرا رب کون ہے؟“

ومن نبيك؟ ”تیرا نبی کون ہے؟“

وما دينك؟ ”تیرا دین کیا ہے؟“

کے صحیح جواب دینے والوں کا عقیدہ بیان کیا ہے یہ رسالہ بھی کئی بار چھپ چکا ہے۔

(۴) تفسیر کلمۃ توحید

اس رسالہ میں ”لا الہ الا اللہ“ کی مختصر مگر جامع اور آسان تشریح کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہی کلمہ کفر اور اسلام میں حد فاصل ہے اور کلمۃ التقویٰ، العروۃ الوثقیٰ بھی یہی ہے اور یہی وہ کلمہ باقیہ ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کے لئے چھوڑا ہے۔

(۵) اربع قواعد من الدین تمیز بین المؤمن والمشرکین ، اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملت ابراہیمیہ حنیفیہ شرک سے بالکل پاک ہے اس کی معرفت چار قواعد پر مبنی ہے۔

اول: یہ کہ جن کفار سے رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو خالق رازق، محی، ممیت، نافع، ضار، اور مدبر الا مورمانتے تھے مگر صرف اسی عقیدہ کی بنا پر ان کو مسلمان نہیں سمجھا گیا۔

دوم: یہ کہ وہ خود اقرار کرتے تھے کہ ہم نے جن کو اللہ کا شریک بنایا وہ صرف اس لئے کہ ان کی معرفت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے حق میں شفاعت کریں گے۔

سوم: یہ کہ اس وقت مشرکین کئی قسم کی اشیاء کی پرستش کرتے تھے۔ جاندار، بے جان، شجر و حجر، شمس و قمر، انبیاء، صلحاء اور ملائکہ وغیرہ کی۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے یکساں قتال کیا اور کوئی فرق نہیں کیا۔

چہارم: ہمارے دور کے مشرک ان سے بڑھ کر ہیں وہ تکلیف اور غم میں دوسروں کو بھلا کر صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے اور آرام و خوشی کے وقت دوسروں کو شریک کرتے تھے اس کے برعکس اب کے لوگ ہر وقت شدت و رخاء میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔

ان چار قواعد کو سمجھنے کے بغیر اقامت ملت حنیفیہ ممکن نہیں ہے۔

(۶) تلقین اصول العقیدۃ للعامۃ

اس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس پر دلائل ذکر کئے ہیں۔ اور ایمان و اسلام

کے اصول اور نبوت پر ایمان اور بعث بعد الموت پر یقین رکھنا بیان کیا گیا ہے۔

(۷) ثلاث مسائل

اس میں تین اہم مسئلے بیان کئے گئے ہیں:

(۱) ہم بیکار پیدا نہیں ہوئے شریعت اسلامیہ پر عمل سے جنت ملے گی اور شریعت کی مخالفت سے جہنم۔

(۲) شریعت اسلامیہ میں سب سے بڑا اور مہتمم بالشان کام توحید ہے۔

(۳) موحد انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے منکرین اور مخالفین کے ساتھ دوستی نہ رکھے۔

(۸) معنی الطاغوت ورؤوس انواعه

اس میں طاغوت کی یہ تعریف کرتے ہیں:

الطاغوت عام لكل ماعبد من دون الله ورضى بالعبادة من معبود او متبوع او مطاع في غير طاعة الله ورسوله فهو الطاغوت والطواغيت كثيرة۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY  
www.pdfbooksfree.pk

”طاغوت عام ہے اور اس کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس کی اللہ کے سوا بندگی کی جائے اور کسی معبود کی عبادت پر رضامندی کا اظہار کیا جائے یا اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی متبوع یا مطاع کی اطاعت کی جائے یہ سب طاغوت میں شامل ہے اور طواغیت بہت سے ہیں۔“

اس کے بعد بڑے بڑے طواغیت کو شمار کیا ہے، جیسے شیطان، ظالم حاکم، شریعت کے خلاف فیصلہ کرنے والے، علم غیب کے مدعی، اپنی پرستش پر راضی رہنے والے افراد۔

(۹) الاصل الجامع لعبادة الله وحده

اس میں یہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب ایسا جامع اصول ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت ہو سکتی ہے۔

(۱۰) ستة مواضع من السيرة:

اس میں سیرت و تاریخ کے وہ چھ ادوار ذکر کئے ہیں جن میں ایک داعی الی اللہ کے لئے رہنمائی ہے۔

انذار، اہل شرک کی تردید، غیر اللہ کو وسیلہ بنانے کی مذمت، قریب ترین اور عزیز چچا ابوطالب کے حق میں استغفار سے روکنا ہجرت کا قصہ، واقعہ ردہ جس میں سب لوگ آپ کے منکر نہ تھے، تاہم سب کے ساتھ اہل اسلام نے جنگ کی۔

(۱۱) مسائل الجاہلیۃ

اس میں ان (۱۱۹) امور کا ذکر کیا گیا ہے جو قبل از اسلام دور جاہلیت میں مروج تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت اور تردید کی جس سے اہل حق اور باطل میں تمیز ہوئی۔

(۱۲) نواقض الاسلام

اس میں وہ امور ذکر کئے ہیں جو اسلام کے منافی ہیں یہ رسائل ایک مجموعہ کی صورت میں طبع ہو چکے ہیں جس کا نام ”الجامع المفرد“ ہے۔

(۱۳) فضل الاسلام

اس میں اسلام کے شرائط اور بدعت و شرک کی برائیوں کو واضح کیا گیا ہے۔

(۱۴) کتاب الکبائر

اس میں کبیرہ گناہوں کو ابواب کی صورت میں بیان کیا ہے۔

(۱۵) نصیحة المسلمین

اس میں اسلامی شعبوں کو ابواب کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

(۱۶) اصول الایمان

اس میں مختلف ابواب احادیث ایمان کی تشریح کی ہے۔

مذکورہ چار رسائل ”مجموعۃ الہدیۃ النجدیہ“ میں درج ہیں یہ مجموعہ متعدد بار طبع ہوا ہے آخری طبع ۱۳۸۹ھ میں ہوئی۔

(۱۶) تفسیر بعض سور القرآن

سورۃ فاتحہ کی عالمانہ لیکن مختصر تفسیر ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ محبت، خوف، امید اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ نیز اس میں باطل فرقوں کا رد بھی ہے، توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید صفات کا مختصر خاکہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

(۱۷) احکام الصلوٰۃ

اس میں نماز کے شروط، ارکان، واجبات، مبطلات، وضو کے فرائض، شروط اور نواقض بیان کئے ہیں۔

(۱۸) مختصر سیرۃ الرسول ﷺ

یہ کتاب ۱۳۸ھ میں طبع ہوئی، اس میں رسول اللہ ﷺ کا نسب آخری زندگی تک کے واقعات، غزوات اور سیرت کو بیان کیا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ تک خلفاء کے حالات باختصار ذکر کئے ہیں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY  
www.pdfbooksfree.pk

(۱۹) الہدی النبوی

علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی یادگار مایہ ناز ”کتاب زاد المعاد“ کا اختصار ہے یہ کتاب بھی چھپ چکی ہے۔

ان کے علاوہ شیخ رحمہ اللہ کے کئی خطوط اور متفرق مضامین ہیں جو الدرر السنیہ میں درج ہیں۔ سب میں توحید و سنت کی طرف دعوت ہے۔ ان میں آیات و احادیث مذکور ہیں۔ گویا علمی دریا بہہ رہا ہے یہی آثار شیخ رحمہ اللہ کی یادگار ہیں، علماء اور عوام سب نے استفادہ کیا اور اپنے سینوں کو ہدایت سے منور کیا۔

فائدہ:

شیخ موصوف رحمہ اللہ راقم الحروف کے تین واسطوں سے استاذ ہیں۔ علامہ شیخ محدث ابو محمد عبدالحق بہاول پوری مہاجر کی مدرس الحرم الشریف المتونی ۱۳۹۲ھ نے

جو اجازت روایت عطا فرمائی تھی اس میں صحیح بخاری کی ایک سند یوں ذکر کرتے ہیں۔

اخبرنا احمد بن عبد اللہ بن سالم البغدادی عن عبد الرحمن بن حسن ابن محمد بن عبد الوہاب عن جدہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب النجفی الدرعی۔

## وفات:

آپ آخر وقت تک تبلیغ، درس، دعوت و ارشاد میں منہمک رہے اور ماہ ذیقعدہ ۱۲۰۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر عالم بقا کو روانہ ہو گئے۔

رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً واسکنہ جنت الفردوس و رفع درجاتہ و رزقہ لذۃ النظر الی وجہہ الکریم۔

## اولاد:

وفات کے وقت شیخ رحمہ اللہ نے اپنے پیچھے چار بیٹے چھوڑے  
① حسین: المتوفی ۱۲۲۴ھ یہ سب سے بڑے اور والد کے جانشین سمجھے جاتے تھے، درعیہ کے قاضی اور جامع مسجد کے پیش امام تھے ان کے بیٹے علی، احمد، حسن، عبد الرحمن، عبد الملک سب عالم باعمل تھے۔

② عبد اللہ المتوفی ۱۲۳۳ھ: یہ صاحب علم اور لائق مصنف تھے حسین کے بعد آپ ہی ان کے جانشین ہوئے بڑے مجاہد تھے ۱۲۳۳ھ کے آخر میں جیل میں شہادت پائی۔

آپ نے کتاب التوحید کی ایک شرح بھی لکھی تھی مگر نامکمل رہی ان کی دوسری تصنیف ”کتاب التوضیح عن توحید الخلفاء“ ہے جو ۱۳۱۹ھ میں طبع ہو چکی ہے، ان کے دو بیٹے سلیمان اور علی سقوط درعیہ کے وقت شہید ہوئے۔

③ علی: یہ بھی علم، زہد، اور تقویٰ میں ممتاز تھے، علوم دینیہ پر کافی دسترس تھی، آپ کے لئے عہدہ قضا پیش کیا گیا مگر تقویٰ نے اجازت نہ دی اور انکار فرمایا، کم سنی میں

فوت ہوئے آپ کے بیٹے محمد بن علی علم میں مشہور و معروف تھے، لوگوں کی علمی پیاس بجھایا کرتے تھے۔

④ ابراہیم المتوفی ۱۲۲۲ھ: یہ بھی صاحب علم تھے، کتاب التوحید درسا پڑھاتے تھے، عہدہ قضاء سے الگ رہے ۱۲۲۲ھ میں وفات پائی۔

شیخ کا ایک اور بیٹا حسن بھی تھا جو آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا۔  
ان کے بڑے صاحبزادے شیخ عبدالرحمن رحمہ اللہ مصنف ”فتح المجید“ تھے ان کا سوانحی خاکہ ملاحظہ فرمائیے:

امام الموحدين العلامة الشيخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ:  
العالم الفاضل الورع الكامل المحدث الفقيه العلامة الشيخ عبدالرحمن بن حسن بن الشيخ محمد بن عبد الوهاب النجدی الدرعی۔

### ولادت و نشأت

۱۲۹۳ھ میں اپنے آبائی شہر درعیہ میں پیدا ہوئے۔ اسی خاندانی گھر میں آپ کی پرورش اور تربیت ہوئی، اپنے دادا امام الدعوة سے کتاب التوحید ابواب السحر تک پڑھی۔ کتاب آداب المشی الی الصلوٰۃ کا کچھ حصہ بھی پڑھا آپ کی مجالس علمیہ میں بیٹھ کر استفادہ کیا، جن میں صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث اور فقہ کے درس ہوئے تھے۔

### شیوخ

آپ کے کئی اساتذہ ہیں جن سے علم حاصل کیا جن میں سے چند قابل ذکر ہیں، اپنے جد امجد کے علاوہ اپنے اعمام عبداللہ، علی اور حسن سے حدیث اور فقہ کے دروس حاصل کئے، نجد کے دوسرے علماء سے بھی کسب علم کیا، مثلاً:

شیخ احمد بن ناصر سے مختصر الشرح اور موقع پڑھی۔

شیخ عبداللہ بن فاضل سے سیرۃ النبویہ پڑھی۔

شیخ عبدالرحمن بن ثنیس سے شرح الشنوری فی الفرائض کی تعلیم حاصل کی۔

شیخ احمد بن حسن بن رشید سے شرح الجزریہ پڑھی۔  
 شیخ ابو بکر حسین بن غنام سے شرح الفاکی المیمیہ فی النحو پڑھی، آپ نے نجد کے علاوہ  
 دوسرے علماء سے بھی تعلیم حاصل کی۔

شیخ الحسن القویونی المصری سے شرح جمع الجوامع فی الاصول المخلی اور مختصر السعدی فی  
 المعانی والبیان پڑھی، اور انہوں نے آپ کو اپنی جمیع مرویات کی اجازت دی اور شیخ عبد  
 اللہ بن سالم البصری کا ثبت و اہل الکتب عطا کیا۔

شیخ عبد الرحمن الجبرتی سے مسلسل بالاولیہ بمع جمیع مرویات کی اجازت حاصل کی۔  
 شیخ عبد اللہ بن سودان جو کہ مصر میں آپ کے سب سے بڑے استاد ہیں ان سے بھی  
 تمام روایات اور شیخ عبد اللہ بن سالم کے ثبت کی اجازت حاصل کی۔

مفتی الجزائر محمد بن محمود الجزازی الاثری، جو ماہر علوم اور پختہ عقیدہ کے مالک  
 تھے سے صحیحین کا کچھ حصہ من طریق ابن سعاد اور الاحکام الکبریٰ للامام عبدالحق  
 الاشعری کا پڑھا اور ان سے بھی حدیث مسلسل بالاولیہ اور جمیع مرویات کی اجازت  
 حاصل کی۔

شیخ القراء بمصر ابراہیم العبیدی جن کے پاس قراء سبعہ تک متصل سند تھی ان سے اول  
 القرآن الکریم پڑھا۔

شیخ احمد بن سلون حسن الخلق، تواضع، ماہر علم القراءۃ کے پاس بھی قراء سبعہ تک اسانید  
 متصلہ تھیں، شارح موصوف ان کے خاص تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں، ان سے قرآن  
 کریم اور الشاطبیہ شرح الجذریہ پڑھی۔

یعنی جس میں ہر راوی اپنے شیخ کے متعلق کہتا ہے کہ وہ اول حدیث سمعہ منہ، اور یہ حدیث  
 معروف ہے جس کا متن یہ ہے:

”الراحمون یرحمہم الرحمن تبارک و تعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی  
 السماء“

اکثر علماء نے اس کو اپنے اثبات میں ذکر کیا ہے مثلاً عبد اللہ بن سالم البصری، محمد عابد السندی الشوکانی  
 النخعی و السیوطی وغیرہم۔

عقیدہ توحید  
 اور  
 علمائے اسلامی  
 کی فتا

شیخ یوسف الصاوی سے شرح الخلاصہ لابن عقیل کا اکثر حصہ پڑھا۔  
 شیخ ابراہیم البجوری سے شرح الخلاصہ للاثمونی باب الاضافۃ تک پڑھا۔  
 شیخ محمد المنہوری سے جامعہ ازہری میں الاستعارات الکافی فی علمی العروض والقوافی  
 پڑھیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

### تلامذہ

آپ کے جد امجد کی طرح آپ سے بھی کئی لوگوں نے علم حاصل کیا، آپ کے فرزند  
 شیخ عبداللطیف کے علاوہ آپ کے خاندان کے کئی افراد آپ کے تلامذہ ہیں تین پچازاد  
 بھائی۔

شیخ حسن بن حسین بن محمد بن عبدالوہاب۔  
 شیخ عبدالملک بن حسن بن شیخ محمد بن عبدالوہاب  
 شیخ عبدالرحمن بن الشیخ محمد بن عبدالوہاب  
 چچازاد بھائیوں کے لڑکے  
 شیخ حسن بن حمد بن حسین بن محمد بن عبدالوہاب  
 شیخ عبدالعزیز بن محمد بن علی بن محمد بن عبدالوہاب  
 شیخ عبداللہ بن حسن بن حسین بن محمد بن عبدالوہاب  
 کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح

شیخ عبدالعزیز بن عثمان بن عبدالبجار بن شبانہ

شیخ عبدالرحمن بن احمد النمیری

شیخ عبداللہ بن جبر

شیخ حمد بن عتیق

شیخ محمد بن سلطان

شیخ عبدالعزیز بن حسن بن یحییٰ

شیخ محمد بن ابراہیم بن عثمان

شیخ محمد بن عبدالعزیز  
 شیخ عبدالرحمن بن عدوان  
 شیخ محمد بن ابراہیم بن سیف  
 شیخ عبداللہ بن علی بن مرخان  
 شیخ علی بن عبداللہ بن عیسیٰ  
 شیخ عبدالرحمن بن محمد بن مانع  
 شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ  
 شیخ محمد بن عبداللہ بن سلیم  
 شیخ محمد بن محمد بن سلیم

آپ کے تلامذہ کا شمار مشکل ہے کیونکہ آپ تا وفات درس و تدریس اور تعلیم میں مصروف رہے، تقبل اللہ منہ بقبول حسن۔

### عادات و اطوار

آپ علم پڑھنے اور پڑھانے کی رغبت کے ساتھ ساتھ دائم العمل، کثرت عبادت، خوش خلقی احسان، نیکی، نرمی، رحم دلی، سخاوت، کم گوئی، وقار، اور سنجیدگی جیسی صفات حسنہ کی منہ بولتی تصویر تھے، آپ کا تعلیمی طریقہ اتنا سہل اور مؤثر ہوتا تھا کہ طلبہ تھوڑے ہی عرصہ میں اچھے علمی مقام پر فائز ہو جاتے تھے۔ علامہ ابن بشر مصنف عنوان المجد نے حوادث ۱۲۴۱ھ میں آپ کو ان القاب سے ذکر کیا ہے۔

الشيخ العالم، البحر الزاخر، الغزير، مفيدا لطالبين، المحفوف بعناية  
 رب العالمين، جامع انواع العلوم الشرعية، ومحقق العلوم الدينية  
 والاحاديث النبوية، والآثار السلفية، وارث العلم كا براعن كا بر  
 بالذی صارت الاصاغر بافادته شیوخاً، اکابر قاضی قضاة الاسلام  
 والمسلمين، مفتی فرقة الانام الموحدين، ناصر سنة سيد المرسلين،  
 الموفق للصواب فی الجواب۔ آہ

عقیدہ توحید  
 اور  
 قیامت  
 کی وصفا

علامہ ابراہیم بن صالح نجدی مؤلف ”عقد الدرر“ یوں ذکر کرتے ہیں:

الشیخ الامام العالم الفاضل، القدوة، رئیس الموحدين، قانع الملحدین، کان اماماً بارعاً، محدثاً فقیہاً، ورعاً نقیاً نقیاً صالحاً له البید الطولی فی جمیع العلوم الدینیہ۔ آہ

آپ کا ذکر خیر

”ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون“ لاسماعیل باشا البغدادی جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ اور الاعلام للرزکلی: ۴: ۷۵، ۷۶، معجم المؤلفین لعمر رضا کحاله جلد ۵ صفحہ ۱۳۵ اور فہرس المؤلفین بالظاہریۃ وغیرہ کتابوں میں بھی ملتا ہے۔

## تصنیفات

سب سے زیادہ مشہور و معروف اور آپ کے علمی تبحر کی خبر دینے والی کتاب

(۱) فتح المجید شرح کتاب التوحید

جس کا تفصیلی ذکر ہو چکا ہے اور جس کا ترجمہ ناظرین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔ نیز کتاب التوحید پر آپ کے حاشیہ

(۲) قرۃ عیون الموحدين

کا بھی ذکر ہوا۔ ان کے علاوہ آپ نے یہ کتابیں لکھیں۔

(۳) کتاب الرد علی داؤد بن سلیمان بن جرجیس

(۴) کتاب الایمان

(۵) کتاب الرد علی اهل البدع

(۶) کتاب الرد علی عثمان بن منصور

(۷) مجموعہ رسائل

(۸) فتاویٰ

آپ راقم الحروف کے دو واسطوں سے استاذ ہیں، جیسا کہ امام الدعوة رحمہ اللہ کے حال میں گزر چکا ہے۔ فالحمد للہ تعالیٰ۔

## وفات

آپ دین متین کی خدمت کرتے ہوئے مؤرخہ ۱۱ ذی القعدہ ۱۳۸۵ھ ہفتہ کی شام کو دار الفنا کو الوداع کر کے دار البقا کو روانہ ہوئے۔ تغمده اللہ تعالیٰ برحمته الواسعة۔

## چودھویں صدی ہجری

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی  
ہزاروں اٹھ گئے لیکن وہی رونق ہے مجلس کی  
سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے مناسب سمجھا کہ قرن حاضر کو بھی نہ بھولنا  
چاہئے کیونکہ اس میں بھی کئی ایسی شخصیات گزری ہیں، جنہوں نے توحید کی قلمی  
خدمت کی ہے جس سے اہل حق کی راہ ہموار ہوتی رہی ہے اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ صدی  
رواں بالکل خالی گئی ہے۔

نالہ اگر کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے  
بلبل سے کوئی کہدے کہ ہم بھی چمن میں ہیں  
رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی غلط ثابت نہیں ہو سکتی اس صدی میں بھی علمائے  
دین اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ جس میں سے بعض ملاقاتیں بھی ہوئیں اور بعض سے علمی  
استفادہ کیا۔

صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ نقشے یاد ہیں  
کیسی کیسی صحبتیں خواب پریشاں ہو گئیں

## سید نذیر حسین دہلوی

شیخ الكل ، امام المتقين ، سيد المحدثين ، تاج الفقهاء ، علم العلماء ، جامع العلوم النقلية والعقلية ، ناصر السنة النبوية ، عمدة العاملين ، زبدة الكاملين ، حجة الله على الخلق مجدد القرن ، الامام المحدث الفقيه الاصولي الشيخ شيخنا السيد نذير حسين بن جواد بن علي بن نعمة الله الحسيني الدهلوي الملقب به ميان صاحب المتوفى ١٣٣٠ھ نصف صدي سے اوپر خدمت کا یہ نتیجہ ہے کہ اس وقت سب اہل توحید کا سلسلہ تلمذ آپ سے جا ملتا ہے۔ آپ نے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار چھوڑیں

(۱) ثبوت الحق الحقیق

(۲) فلاح الولی باتباع النبی

(۳) رسالہ فی ابطال عمل المولد

## سید رشید الدین شاہ راشدی

ہمارے پردادا جناب الداعی الی اللہ ، المجاہد فی سبیل اللہ حامی السنۃ ما حی الہدۃ ، جامع العلوم ، صاحب فیوض و کمالات مجسمہ سنت ، پیکر اخلاق ، السید رشید الدین شاہ بن السید محمد یاسین شاہ بن السید محمد راشد شاہ راشدی الحسینی المتوفی ۱۳۱۱ھ نے اپنی پوری عمر دین کی خدمت اور دعوت الی الحق میں صرف کر دی۔ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جماعت تیار کی اور ان سے بیعت لی ، آپ نے سندھی زبان میں رسالہ بنام توحید نامہ لکھا جس میں آیات و احادیث کا دریا بہا دیا ہے جس سے سندھ کے گوشے گوشے میں توحید پھیلنے لگی ، کئی پوجاریوں اور بدعتیوں نے توبہ کی اور آپ کے حلقہ اہل توحید میں داخل ہوئے نیز آپ نے اسماء اللہ الحسنی کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا۔ علامہ شیخ فتح محمد نظامانی نے تفسیر مفتاح رشد اللہ کے مقدمہ میں آپ کو مجدد

اوستی مسلک رکھتا تھا۔ جد امجد کا اس کے ساتھ چند سالوں تک تحریری مناظرہ ہوتا رہا اور سننے میں آیا ہے کہ سید موصوف بالآخر اس غلط عقیدہ سے توبہ کر کے صحیح عقیدہ سلفیہ کی طرف راجع ہوئے۔ جد امجد نے اس کے رد میں جو رسائل لکھے، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

(۱) ردود عباد الوجود

سید موصوف کے رسالہ مجمل العلوم کے جواب میں ہے۔

(۲) المجاہدۃ فی رد المجاہدۃ

(۳) فیض الودود اتم من فیض الوجود

یہ دونوں رسالے مشاہدۃ الوجود اور فیض الوجود سید نصر اللہ شاہ نے لکھے تھے، آپ نے ان کا رد لکھا تھا۔

## سید احسان اللہ شاہ راشدی

ہمارے والد ماجد الداعی الی السنۃ، النہای عن البدعۃ المحدثۃ النقاد، العارف بالعلل والرجال، العابد الزاہد المقتدی، ابو محبت اللہ احسان اللہ شاہ راشدی، المتوفی ۱۳۵۵ھ آپ کو شیخنا ابو محمد عبدالحق البہاشمی البہاولپوری الہمی رحمہ اللہ فن اسماء الرجال میں امام الوقت مانتے تھے۔ آپ نے اپنی آبائی روایت کو زندہ رکھتے ہوئے توحید و سنت کو سندھ کے چپہ چپہ میں پھیلایا اور کئی بار مناظرے ہوئے کسی طعن و تشنیع کی پرواہ نہیں کی، ہر طمع ولائچ کو لات ماردی اور باوجود حریفان وقت کی طرف سے طرح طرح کی مشکلات اشاعت سنت کی طرف قدم بڑھاتے رہے۔

مہر و وفا میں یار نے جب امتحان لیا

سب عاشقوں میں نمبر اول ہم ہی رہے

سرزمین نجد و حجاز میں جب قبے اور غیر شرعی اونچے مزارات گرائے گئے تو اس وقت توحید کے مخالفین کا طیش میں آنا ناگزیر تھا، کاش جو حالت اس وقت سندھ کی تھی وہ قارئین کرام دیکھتے اور تو اور فرضی نمازوں کے بعد ذکر و وظائف کے بجائے

مبتدعین معاندین کا مشغلہ یہ تھا کہ امیر المؤمنین امام المسلمین ملک المملکت العربیۃ السعودیۃ عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن سعود و دیگر علماء و حکام نجد کو گالیاں دیتے اور لعنت بھیجتے تھے ان کو ذکر الہی بھولا ہوا تھا، یہی ان کا ورد و وظیفہ تھا اور اس آیت کریمہ کا مصداق تھا:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا فَرِيقًا مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَبِيرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنْسَوْكُم ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿١١٠﴾﴾ (المؤمنون ۱۰۹-۱۱۰)

”تم وہی لوگ تو ہو کہ میرے کچھ بندے جب کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار، ہم ایمان لائے ہمیں معاف کر دے ہم پر رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے تو تم نے ان کا مذاق بنالیا، یہاں تک کہ ان کی ضد نے تمہیں یہ بھی بھلا دیا کہ میں بھی کوئی ہوں اور تم ان پر ہنستے رہے۔“

ایسے وقت میں والد ماجد نے سندھی زبان میں ایک مختصر رسالہ لکھا، جس میں آیات و احادیث کو جمع کیا، اور اقوال سلف کو بھی ذکر کیا کہ جو کچھ امام المسلمین نے کیا ہے وہی عین شریعت الہی اور عقیدہ سلف صالحین اور اہل حق کے موافق ہے پھر سندھ کے مختلف حصوں میں اپنے نمائندوں کے ہاتھ رسالہ تقسیم فرمایا اور پڑھ کر لوگوں کو سنایا، اس کے بعد یہ آگ ٹھنڈی ہوئی، اور کافی لوگوں کے دل سے جو انگریزوں نے وہابیت سے نفرت ڈالی تھی وہ کم ہوئی اور پھر سے وہ محدودے چند علماء جو توحید کے حامی تھے ان کے لئے توحید و سنت پر وعظ و ارشاد کرنے کا موقع فراہم ہوا۔

### مولانا ثناء اللہ امرتسری

رئیس المفسرین، شیخ الحدیث، امام المناظرین ابن تیمیہ زماں شوکانی دوراں، سردار اہل حدیث فی الہند شیخنا الشیخ الامام المحدثی اتقی العالم العامل الورع الکامل محب السنۃ محمود اہل البدعۃ، بقیۃ السلف عمدۃ الخلف، مجدد القرن، ابو الوفاء ثناء اللہ بن محمد خضر الکشمیری الاصل ثم الامر تسری المتوفی ۱۳۶۶ھ کی دینی خدمات کو اگر لکھنا شروع

کردوں تو خود مجھے معلوم نہیں کہ قلم کہاں جا کر رکے گا۔

ع اولئک آبائی فحثنی بمثلہم

آپ کی توحید پر بے شمار تصانیف ہیں جن میں سے

(۱) شمع توحید

(۲) کلمہ طیبہ

(۳) مسلک اہل الحدیث

معروف ہیں جملہ باطل فرقوں آریہ عیسائی، قادیانی، اور چکڑالوی وغیرہ سے صرف مناظرے ہی نہیں کئے بلکہ ان کی تردید میں کئی کتابیں لکھیں۔ چالیس سال سے زیادہ عرصے تک بلا ناغہ ہفتہ وار اخبار بنام ”اہل حدیث“ نکالتے رہے جس میں توحید و سنت کی طرف دعوت اور شرک و بدعت کی مذمت کے ساتھ ساتھ فرقہ مبتدعہ و باطلہ کی پر زور تردید ہوتی رہی۔

### نواب صدیق حسن صاحب

نواب معلی القاب مرجع العلماء و عمدة الكملاء و منبع الفيوض الرحمانیہ  
ناشر السنۃ النبویہ، المحدث الفقہ العلامہ السید صدیق بن حسن بن علی  
الحسینی البخاری القنوجی البوفالی المتوفی ۱۳۵۷ھ کی شہرہ آفاق ہستی نے  
ہر فن میں کتابیں لکھیں۔ عقائد اور توحید میں آپ کی کئی کتابیں معروف ہیں مثلاً  
عربی زبان میں

(۱) الدین الخالص

جو پہلے پہل ہند میں پھر عرب میں چھپی ہے اور اکثر کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی  
ہے۔

(۲) الانتقاد الرجیع فی شرح الاعتقاد الصحیح

(۳) مقتطف فی بیان عقیدۃ اہل الاثر

- (۴) قصد السبيل الى ذم الكلام والتاويل  
 (۵) مسلك السعادة في افراد الله بالعبادة  
 (۶) اللواء المعقود لتوحيد الرب المعبود  
 (۷) المعتقد والمعتقد  
 (۸) الحواز والصلات في جميع الاسامي والصفات  
 فارسی زبان میں:

- (۱) المقالة الفصيحة في الوصية والنصيحة  
 (۲) ترجمة شرعة الاسلام

اردو زبان میں :

- (۱) الاحتواء على مسئلة الاستواء  
 (۲) النصيح السديد لوجوب التوحيد  
 (۳) مراد المرید لاخلاص التوحيد  
 (۴) منهاج العبيد الى معراج التوحيد  
 (۵) الانفكاك عن مراسم الاشراك  
 آپ کی تصانیف اہل علم کے ہاں بڑا مقام رکھتی ہیں۔

شیخنا العلامة بیہقی الوقت شیخ الحدیث الفقیہ النبیہ الادیب الاریب  
 الشیخ ابو سعید شرف الدین بن امام الدین الدہلوی المتوفی (۱۳۸۱ھ) نے  
 شریک دم جھاڑ کی تردید میں ”کتاب الاکراه“ لکھی۔  
 نواب عالی جناب، عالم باعمل، فقیہ وقت، محب السنۃ وحید الزمان بن مسیح الزمان  
 الدکنی المتوفی ۱۳۳۸ھ نے ”الانتهاء فی مسئلۃ الاستواء“ لکھی۔  
 علامہ وقت شیخ مولانا بخش گزدر بن یاسین جو دھپوری المتوفی ۱۳۲۵ھ نے ”رسالہ  
 التوحید“ لکھا۔

آپ کے فرزند علامہ ابو سعید عبدالغنی المتوفی ۱۳۴۱ھ نے بھی بدعت کے رد میں

## حافظ عبد اللہ روپڑی

شیخنا العلامة المحدث، استاذ العلماء - افضل الفضلاء الصابر الصائم ،  
الشيخ الحافظ عبد الله بن روشن دين الروبري الامر تسري اللاهوري المتوفى  
١٣٨٤ھ نے توحید پر کافی کتابیں لکھیں جن میں:

- (۱) توحید الرحمن بجواب استمداد از عباد الرحمن
- (۲) زیارت قبر نبوی ﷺ
- (۳) بکرا دیوی
- (۴) امامت مشرک
- (۵) کلمہ توحید
- (۶) وسیلہ بزرگاں
- (۷) شریکہ دم جھاڑ میں فیصلہ کن بحث
- (۸) سماع موتی
- (۹) ٹھینٹہ اسلام

مشہور ہیں نیز آپ کا ہفتہ وار جریدہ ”تنظیم اہل حدیث“ سالہا سال سے توحید و سنت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ اس وقت آپ کا ہفتیہ علامہ محترم حافظ عبد القادر روپڑیؒ اسے چلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ دیر تک اس پرچہ کو آباد و شاد رکھے۔ آمین  
علامہ حافظ عبد الجبار بن بدر الدین عمر پوری المتوفی ۱۳۳۴ھ نے ”مصمص التوحید فی رد التقلید“ لکھی۔

۱۔ لیکن کچھ عرصہ ہو حافظ صاحب بھی اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اور اب یہ پرچہ ان کے فرزند اور  
رفقاء چلا رہے ہیں۔ (از ناشر)

## مولانا محمد جونا گڑھی

سیف اللہ الباہر و اسد اللہ القاہر، خطیب اہل الحدیث، معین الحق، مدح الباطل، زین اہل القلم، الشیخ العلامہ محمد بن ابراہیم بن محمد جونا گڑھی المتوفی ۱۳۶۰ھ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کی تصانیف پورے پاک و ہند میں زبان زد خاص و عام ہیں مسئلہ توحید پر آپ کی درج ذیل کتب قابل ذکر ہیں:

- ✽ توحید محمدی ✽ عقائد محمدی
- ✽ عقیدہ محمدی ✽ میلاد محمدی
- ✽ قبروں پر پھول ✽ کتاب الاکراہ

آپ کا ”اخبار محمدی“ ایک طویل عرصہ تک توحید و سنت کی اشاعت کرتا رہا جس سے اہل شرک و بدعت کے مکروہ جل کے گریبان چاک ہوتے رہے مجھے یاد ہے کہ بچپن کا زمانہ تھا کہ والد بزرگوار کی طرف یہ اخبار میرے ہی نام پر آتا تھا۔

دل میں اک درد اٹھا آنکھ میں آنسو بھر آئے  
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانے کیا یاد آیا!

## علامہ محمد بشیر سہسوانی

شیخ الشانح وحید الدہر، محدث العصر، مجسم تقویٰ، العالم الفاضل، عامل کامل شیخ  
العلام محمد بشیر بن بدر الدین السہسوانی المتوفی ۱۳۵۰ھ نے کتاب:

صيانة الانسان عن وساوس الشیخ دھلان

لکھی۔ جس نے اہل بدعت کے حلقوں میں تہلکہ مچادیا، نیز حدیث شد الرحال کے بارے میں آپ کے تین رسائل مشہور ہیں:

- (۱) القول المحکمہ
- (۲) القول المنصور
- (۳) السعی المشکور

علامہ شیخ حمید اللہ بن محمد خلیل سراہ والے المتوفی ۳۳۰ھ نے کتاب ”خطبات توحید“ تحریر فرمائی۔

علامہ سید امیر احمد بن سید امیر حسن محدث فاضلی المتوفی ۳۰۶ھ نے تقویۃ الایمان کی حمایت میں کتاب ”نقض الاباطیل فی الذب عن الشیخ اسماعیل“ لکھی۔

علامۃ الزمان، محدث الاوان، بطل الابطال، عدیم النظیر والمثال الشیخ ابو القاسم سیف البنار سی المتوفی ۳۶۹ھ نے

(۱) رمی الجمرتین علی شاک کلمۃ الشہادتین

(۲) لواء الاسلام لکھیں۔

علامہ محمد شکر اللہ میر ٹھی الواعظی المتوفی ۳۱۵ھ نے تقویۃ الایمان کی تائید میں ”العجالة فی ازالة الازالة“ لکھی۔

فخر المحدثین، حافظ الوقت، عالم بے بدل، عامل بے مثل، الشیخ الکبیر، ابو العلی عبد الرحمن بن الحافظ عبد الرحیم المبارکفوری المتوفی ۳۵۳ھ نے ”خیر الماعون فی منع الفرار من الطاعون“ تصنیف فرمائی۔

علامہ ابو المکارم محمد علی بن میان حسام الدین المتوفی ۳۵۳ھ نے مولود و قیام کی تردید میں کتاب ”فراسة المؤمنین“ لکھی۔

شیخ محمد سعید بن صبغة اللہ المدرسی المتوفی ۳۰۴ھ نے عقائد میں ”کتاب التنبیہ علی التزیہ“ لکھی۔

شیخ محمد المکی الہندی المتوفی ۳۳۳ھ نے کتاب فی معنی لالہ اللہ لکھی۔

مناظر لاجواب مقرر باصواب علامۃ الوقت محدث الامۃ المتعقی الزاہد شیخ عبد العزیز بن احمد الرحیم آبادی المتوفی ۳۳۰ھ نے ”صیانة المؤمنین عن شر المبتدعین“ تصنیف فرمائی آپ کی علمی قدر و منزلت کو اہل علم ہی جانتے ہیں۔

علامہ سید عبد الباری بن سراج الدین السہوانی المتوفی ۳۰۳ھ نے ”اعلام الاخیار والاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام“ اور ”ہدایۃ المبتدعین ترجمۃ القائد الی

العقائد“ لکھیں نیز نصاریٰ کے رد میں ایک مبسوط کتاب لکھی۔  
 مبلغ توحید و سنت، قائم بالانمر بالمعروف والنہی عن المنکر، الملازم للعبادة الشیخ  
 العلامة عبد الرحیم بچھی المتوفی ۱۳۷۷ھ نے بھی توحید پر ایک کتاب لکھی۔  
 علامہ شیخ اہل اللہ، ناصر سنت رسول اللہ الحافظ المحدث سراج الدین بن اعظم  
 المادھوری مہاجر کراچی المتوفی ۱۳۸۰ھ نے کتاب ”درس توحید“ لکھی، نیز آپ کی  
 دوسری کتاب ”عقیدہ اہل حدیث“ ہے۔  
 استاذ العلماء معتمد الفقہاء علامہ شیخ عبد الجبار کھنڈیلوی ثم اوکاڑوی المتوفی ۱۳۸۲ھ نے  
 ”التمیہ فی زیادۃ الایمان والنقصان“ تالیف فرمائی۔

### مولانا دین محمد وفائی

علامہ شیخ ادیب سندھ صاحب قلم سیال محدث وقت شیخ دین محمد وفائی المتوفی  
 ۱۳۶۹ھ نے تقویۃ الایمان کا سندھی میں ترجمہ ”نور الایمان“ کے نام کیا۔ نیز کئی سال  
 تک ماہنامہ ”رسالہ التوحید“ نکالتے رہے جس میں توحید و سنت کے موضوع پر آپ  
 کے اور دیگر علمائے عصر کے مضامین شائع ہوتے رہے جس سے سندھی عوام کو گھر  
 بیٹھے توحید کا وعظ ہو تار ہتا تھا۔

### مولانا حاجی احمد ملاح

شاعر سندھ۔ ادیب فاضل، مجاہد وقت سیف اللہ علی اعداء فاتح لواری، علامہ  
 الشیخ احمد الملاح الہدینوی المتوفی ۱۳۸۹ھ نے سندھی زبان میں کتاب ”معرفة الاله“  
 لکھی جس میں اپنے عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں توحید کے ثبوت اور شرک کے بطلان  
 میں آیات و احادیث اور اقوال سلف کو جمع کیا، آپ سندھ کے بڑے ممتاز شاعر تھے،  
 آپ کے اشعار نے مشرکین کے حلقوں پر تلوار کی دھار سے زیادہ کام کیا۔ فتنہ لواری  
 (مصنوعی جج) کو بند کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر تھا، آپ کے اشعار کے چند مجموعے  
 شائع ہو چکے ہیں جن میں: